جون
2023ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ (القرآن:54)

ماهنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17 | وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) | ذوالقعدہ : 1444ھ

شمارہ : 06 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | جون : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبداللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت : مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور : ملک نذر حسین

قانونی مشاورت

- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیلِ زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		6
حرفِ آرزو: انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ	3	انجینئر مختار فاروقیؒ	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
الصلوٰۃ الوسطیٰ	5	انجینئر مختار فاروقیؒ	13
رمضان کا حاصل: جذبہ نیکی اور اس کا صحیح رُخ	6	انجینئر عبداللہ اسماعیل	23
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (7)	7	انجینئر فیضان حسن	34
خلاصۂ کتاب: فتنۂ دجالِ اکبر: خطرات و تدابیر	8	عبداللہ ابراہیم	43
...... پاکستان میں آئین سے کھلواڑ	9	محمد منظور انور	51
تبصرہ و تعارف کتب	10		56
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	11	عبداللہ ابراہیم	59
SABR	12	Amatullah Hadia	62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری
انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	235-234

وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں

And those of you, who pass away

and leave widows behind

یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا

تو عورتیں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں

These women should hold themselves

(to get married) for four months and ten days

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

اور جب (یہ) عدت پوری کر چکیں

But when they reach the end of their waiting period

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا فَعَلۡنَ فِيۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو وہ اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کرلیں

There is no blame on you in what they do
for themselves, in a decent manner

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۳۴﴾

اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے

And Allah is Aware of all what you do

وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا عَرَّضۡتُمۡ بِهٖ مِنۡ خِطۡبَةِ النِّسَآءِ

اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کنائے کی باتوں میں ان عورتوں کو نکاح کا پیغام بھیجو

And there is no blame on you, If you just hint
these women a proposal of marriage;

اَوۡ اَكۡنَنۡتُمۡ فِيۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ

یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دلوں میں مخفی رکھو

Or you keep it to yourselves.

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ سَتَذۡكُرُوۡنَهُنَّ

اللہ کو معلوم ہے کہ تم ان سے (نکاح کا) ذکر کروگے

Allah knows that you will certainly mention to them

وَلٰكِنۡ لَّا تُوَاعِدُوۡهُنَّ سِرًّا

مگر (ایام عدت میں) پوشیدہ طور پر ان سے قول وقرار نہ کرنا

But be careful not to make a secret agreement with them,

اِلَّاۤ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا

اس کے سوا کہ تم دستور کے مطابق کوئی بات کہہ دو

Except that you utter some recognized word.

وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّکَاحِ

اور نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا

But do not firmly resolve: the marriage contract,

حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡکِتٰبُ اَجَلَهٗ

جب تک عدت پوری نہ ہولے

Until the prescribed waiting period comes to an end.

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ

اور جان رکھو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے

And keep in mind that Allah knows:
what is there in your hearts

فَاحۡذَرُوۡهُ

تو اس سے ڈرتے رہو

So beware of Him

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۲۳۵﴾

اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا (اور) حلیم ہے

And note That Allah is Forgiving, Forbearing .

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

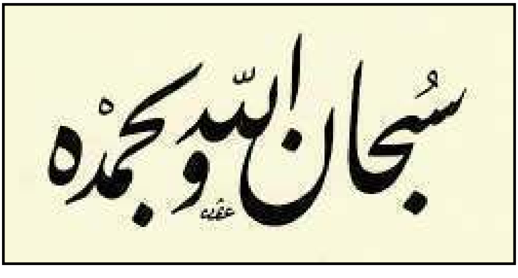

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَ رَاحِلَةً

جو آدمی سفر کے خرچ اور سواری پر قادر ہو

تُبَلِّغُهُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَ لَمْ یَحُجَّ

جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے

(یعنی جس آدمی کو حج کی استطاعت ہو اس کے باوجود وہ حج نہ کرے)

فَلَا عَلَیْهِ أَنْ یَمُوتَ یَهُودِیًّا، أَوْ نَصْرَانِیًّا،

تو اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر

وَ ذَالِكَ أَنَّ اللّٰهَ یَقُولُ فِی كِتَابِهٖ:

اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ

مَنْ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا (آل عمران:۹۷)

’’اور اللہ ہی کے لیے لوگوں پر فرض ہے بیت اللہ کا حج

اس پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتا ہے‘‘

(سنن ترمذی، عن علی رضی اللہ عنہ)

حرفِ آرزُو

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ

انجینئر مختار فاروقیؒ
(از حکمت بالغہ اکتوبر 2010ء)

دنیا میں خیر و شر کا معرکہ تو ابتدائے آفرینش سے جاری ہے کبھی خیر کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو کبھی شر کا۔ دورِ حاضر میں گزشتہ کئی صدیوں سے شر کا پلڑا بھاری ہوتا جا رہا ہے اور اہل حق دبائے جا رہے ہیں، ابلیس اور اس کی آل اولاد انسانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں۔ آج الیکٹرانک میڈیا اور دیگر فارغ وقت کے مشغلوں کی آڑ میں انسان کو ایسے مشاغل میں مصروف کیا جا رہا ہے جس سے انسان اپنے اندر کا شرفِ انسانی کھو بیٹھے، ضمیر مردہ ہو جائے، حیا ختم ہو جائے، نیکی بدی کی تمیز جاتی رہے اور یوں انسان صرف ایک ترقی یافتہ حیوان رہ جائے۔ جب انسان حیوان بن جاتا ہے تو شکل نہیں بدلتی بلکہ نظریات اور افکار بدل جاتے ہیں، انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے، لباس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے اور عریانی اور بے لباسی کا لباس ہی لباس شمار ہوتا ہے، رشتوں کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور حلال و حرام کا احساس بھی رخصت ہو جاتا ہے جس سے انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اس لیے کہ حیوان (کتا، گدھا یا بھیڑیا وغیرہ) اگر ایسا کرتا ہے تو وہ ہے ہی حیوان اور اس سے کوئی حساب نہیں ہوتا جبکہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس سے زندگی کے اعمال کا حساب ہونا ہے لہٰذا اب انسان حیوان سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔

انسان کو اگر اس گراوٹ کا احساس ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے توبہ کا

راستہ رکھا ہے کہ انسان سچی توبہ کر لے اور دوبارہ محنت اور عمل صالح کر کے انسانیت کا اعلیٰ شرف حاصل کر لے۔

یہ توبہ ـــــ انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی۔ تھوڑے لوگ برائی کے راستہ پر ہیں تو انفرادی توبہ کی دعوت ہوگی۔ جب معاشرہ قوم یا سوسائٹی مجموعی طور پر خراب ہو جائے تو انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ کی منادی ضروری ہوگی۔ اجتماعی توبہ کھلے میدان میں نکل کر نمازِ عید کی طرح کا کوئی کامل نہیں ہے بلکہ اُن قومی، ملّی اور اجتماعی مظالم اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ورزیوں سے باز آ جانا ہے، جس سے معاشرہ برائی، بدعنوانی، بے حیائی، عریانی، فحاشی اور آزاد خیالی سے بھر جاتا ہے۔

آج کے معاشرے میں انفرادی توبہ کے ساتھ اس طرح کی اجتماعی توبہ کی شدید ضرورت ہے۔ ہر باشعور مسلمان ـــــ کاش اس آواز میں آواز ملائے اور معاشرے کو آواز دے کہ آؤ ـــــ اجتماعی گناہوں سے توبہ کریں۔ تاکہ ہمارے بازار، منڈیاں، کارخانے، ہسپتال، دفاتر، تھانے، کچہریاں، عدالتیں، پارلیمنٹ اور ایوانِ حکومت کی ساری کارکردگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے تابع ہو جائے۔

آیئے کیوں نہ میں بھی توبہ کی اس منادی میں خود توبہ کروں اور دوسروں کو اسی بات کی دعوت دوں اور آپ بھی۔ شاید ملک پاکستان کے عوام کا تاریک مستقبل تابناک ہو جائے۔ آمین

بے شک اللہ تعالیٰ کثرت سے توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے
(القرآن)

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَةُ الْبَقَرَة

آیات 238 تا 242

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى خبردار رہو سب نمازوں سے اور جو درمیانی نماز ہے اس کی خاص طور پر حفاظت کرو

اب وسطیٰ کے معنی درمیانی درجے کی چیز بھی ہے اور یہ بہترین کے معنی میں بھی آتا ہے لہٰذا اس کا یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ نمازوں کی اعلیٰ درجے میں حفاظت کرو۔ اور یہ بھی مفہوم ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرو اور جو درمیانی نماز ہے اس کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ اب پانچ نمازوں میں سے درمیانی نماز کون سی ہے اس میں پھر اختلاف ہے زیادہ رائے یہ ہے کہ درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے لیکن ایک دوسری رائے یہ ہے کہ درمیانی نماز فجر کی نماز ہے۔ ★

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ اور کھڑے رہو اللہ کے سامنے ادب کے ساتھ۔

اب یہ عائلی قوانین کے بیان کے آخر میں اللہ نے نماز سے متعلق کچھ احکام بیان فرما دیے ہیں۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا اگر تمہیں ڈر ہو تو پیدل چلتے چلتے یا سواری کی حالت میں نماز پڑھ لو۔

★ اس آیت مبارکہ کی وضاحت پر بانی رسالہ ہٰذا انجینئر مختار فاروقی علیہ الرحمہ کا ایک تحقیقی اور دلچسپ مضمون (جو جنوری 2009ء میں بھی شائع ہوا تھا) اس شمارے میں قند مکرر کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

اُس وقت مدینہ منورہ میں جو جنگی قسم کے حالات تھے یا آج کل بھی ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں ہمیشہ حالات ایک جیسے تو نہیں ہوتے۔ جو فوج کے لوگ ہیں ان کے لیے کہیں لڑائی کا معاملہ ہو سکتا ہے یا آدمی کہیں سفر کر رہا ہے اور اس دوران ایسا ہو سکتا ہے کہ ڈاکو پیچھے لگ گئے ہیں جان کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو ایسی صورت حال کبھی بھی پیش آ سکتی ہے۔ ہمارے لیے یہ مسئلے پریکٹیکل اس لیے نہیں ہیں کہ ہم تو اکثر و بیشتر نماز پڑھتے ہی نہیں ہیں ان کی وہ اہمیت نہیں ہے لیکن اگر یہ طے ہو کہ نماز ہر حال میں وقت کے اندر اندر پڑھنی ہے تو ایسی خوف کی صورت میں مسئلہ پیدا ہوگا کہ اب میں اس وقت کہاں جاؤں، نماز کا وقت جا رہا ہے اور میں رک بھی نہیں سکتا میرا پیچھا ہو رہا ہے کوئی دشمن آ رہا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا اگر کوئی خطرہ ہو تو یہ تمہیں اجازت ہے کہ تم پیدل چلتے چلتے اشارے سے نماز پڑھ سکتے ہو اس لیے کہ اگر رکو گے تو جان کو خطرہ ہے یا سواری پر ہو (گھوڑے، کار یا سکوٹر پر ہو) تو اسی پر اشارے سے نماز پڑھ لو۔

فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ پھر جب تم امن میں آ جاؤ۔

اپنے گھر پہنچ جاؤ یا اپنی امن کی جگہ منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ

فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۹﴾ تو پھر تم اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

پھر وہاں جا کر اللہ نے جیسے تمہیں نماز سکھائی ہے ویسے نماز پڑھو۔ بہرحال نماز وقت سے چھوڑنی نہیں ہے۔ اگر جنگ میں چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے تو امن کی حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ یہ اجازت ہے کہ چلتے چلتے یا سواری کے اوپر جس طرف سواری کا منہ ہے تم پڑھ لو اگر تم خوف کی حالت میں ہو۔ صلوٰۃ الخوف اسی طرح ہے۔

وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پا جائیں اور پیچھے چھوڑ جائیں بیویاں

وَّصِيَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ مَّتَاعًا اِلَى الۡحَوۡلِ غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ تو وہ وصیت کریں اپنی بیویوں کے لیے ایک سال تک نان نفقہ کی اور ان کا نکالا نہ جائے

یہ عبوری احکام ہیں ان کے بعد وراثت کے احکام آ گئے تو یہ منسوخ ہو گئے۔ وراثت

کے احکام سورۃ النساء کے شروع میں آئیں گے۔لیکن ان سے پہلے حکم تھا کہ ہر آدمی وصیت لکھ کر جائے وصیت کر کے جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایسے ہی چھوڑ جائے اور بعد میں بڑا بیٹا سارا مال لے جائے۔فرمایا جو آدمی فوت ہو،اس کی اگر ایک یا ایک سے زیادہ بیویاں ہیں تو اس کے ذمے ہے کہ وہ ان کے بارے میں وصیت کر کے جائے کہ ایک سال کا نان نفقہ اس کی اولاد اس کے ترکے میں سے اس کی بیویوں کو دے گی اور ان کو نکالا بھی نہیں جائے گا یعنی ان کی رہائش، روٹی اور کپڑے کا ایک سال کے لیے بندوبست کرے۔

فَاِنۡ خَرَجۡنَ اگر وہ خود نکل جائیں

اس دوران اگر وہ اپنے میکے چلی جانا چاہیں ان کے میکے اگر کوئی کھاتے پیتے لوگ ہیں وہ کہیں کہ ہم اپنی بیٹی کو وہاں رکھنا ہی نہیں چاہتے ہمارے پاس ہی آ جائے تو ٹھیک ہے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِىۡ مَا فَعَلۡنَ فِىۡٓ اَنۡفُسِهِنَّ مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ تو پھر معروف طریقے پر وہ اپنے بارے میں جو کرنا چاہیں تو تمہارے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے

وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۴۰﴾ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمتوں والا ہے۔

وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ہے قاعدے کے مطابق

حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۴۱﴾ یہ لازمی ہے پرہیزگاروں پر

یعنی جس عورت کو طلاق دے دی جاتی ہے اس کی جو عدت کے دن ہیں اس کا خرچہ تو شوہر کے ذمہ میں سے ہی جائے گا۔

یہ ہیں وہ عائلی قوانین جو قرآن مجید میں اتنی تفصیل سے آئے ہیں۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو تمہارے لیے وضاحت سے بیان فرما رہا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو

یہ عائلی زندگی سے متعلق احکام اتنی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیے گئے ہیں اور ایسے عائلی قوانین ہیں کہ انگریز اس برصغیر میں کہیں دو سو سال رہا کہیں ایک سو سال رہا لیکن وہ بھی مسلمانوں کے عائلی قوانین پر ہاتھ نہیں ڈال سکا اور یہاں پاکستان میں 61-60ء سے جو

عائلی قوانین نافذ ہیں وہ قرآن مجید کی ان تعلیمات سے متصادم ہونے کے باوجود نافذ ہیں سب لوگ برداشت کیے ہوئے ہیں۔ علماء کا متفقہ دستخط شدہ احتجاج ریکارڈ پر ہے کہ یہ قوانین دین سے ٹکراتے ہیں لیکن وہ سب اسلام کا نام بھی لیتے ہیں فیڈرل شریعت بورڈ بھی ہے لیکن یہ عائلی قوانین ویسے کے ویسے چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم نے یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں تاکہ تم سوچو غور کرو عقل سے کام لو۔ عقل سے کام لینے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر اس کے خلاف ہورہا ہے تو اس پر تم احتجاج کرو، اس کو تبدیل کروانے کی کوشش کرو۔ انگریز کے دور میں بھی ہماری پرائیویٹ زندگی، عائلی قوانین اور شادی بیاہ کے معاملات کم از کم یہ قرآن کے مطابق رہے، سوائے ان خاص خاندانوں کے جو رواج کے مطابق چلے جاتے تھے لیکن یہ ملک جسے ہم مملکت خداداد پاکستان کہتے ہیں اس میں وہ قانون جس میں انگریز بھی ہاتھ نہ ڈال سکا ازخود ہم نے نافذ کیا تو وہ قرآن مجید کے خلاف نافذ کردیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں بہتری اور اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ (سنن النسائی، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ)

’’اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس آدمی پر جو رات کو اُٹھے اور (تہجد کی) نماز پڑھے پھر اپنی بیوی کو جگائے اور وہ بھی نماز پڑھے، اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو آدمی نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈالے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس عورت پر جو رات کو اُٹھے اور (تہجد کی) نماز پڑھے پھر اپنے شوہر کو جگائے اور وہ بھی نماز پڑھے، اگر وہ اُٹھنے سے انکار کرے تو عورت کے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے ڈالے‘‘۔

نکاح، شادی اور نمازِ پنجگانہ

الصلوٰۃ الوسطیٰ

قرآن مجید میں سیاقِ کلام اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں

انجینئر مختار فاروقیؒ

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے والا ہر قاری جب اس آیت پر پہنچتا ہے کہ:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ O

(238:02)

”خبر دار رہو سب نمازوں سے، اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے“۔(ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

تو لامحالہ نماز کی محافظت کے ضمن میں ”الصلوٰۃ الوسطیٰ“ کے خصوصی ذکر پر چونک جاتا ہے اور جاننا چاہتا ہے کہ یہ کس نماز کی طرف اشارہ ہے۔ عام قاری یقیناً تفاسیر ہی کی طرف رجوع کرتا ہے (یا علماء سے رجوع کرے گا اور بالواسطہ یہ بھی تفاسیر ہی سے رجوع ہے کہ وہ بھی کسی تفسیر زیر مطالعہ سے دیکھ کر یا ذاتی مطالعہ اور ذوق سے ذہن میں موجود مفہوم کو بیان کر دیں گے)۔ تفاسیر میں اس آیت کی تشریح اور ”الصلوٰۃ الوسطیٰ“ کے تعین کے بارے میں تقریباً یکساں عبارت اور جملے ملتے ہیں مثلاً تفسیر عثمانی میں ہے:

”بیچ والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کی زیادہ تاکید فرمائی کہ اس وقت دنیا کا مشغلہ زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا: کھڑے رہو ادب سے یعنی نماز میں ایسی حرکت نہ کرو کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے“۔

اسی طرح ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں:

''درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ عصر کی نماز ہے۔ حضرات علی، ابن مسعود، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم کا یہی قول ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے''۔

صاحب تدبر قرآن جناب امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

''الصلوٰۃ الوسطیٰ کے لفظی معنی تو بیچ والی نماز کے ہیں اور اسلوبِ کلام صاف شہادت دے رہا ہے کہ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے۔ رہا یہ سوال کہ اس خاص سے کیا مراد ہے، تو اس کے جواب میں اہل تاویل نے بڑا اختلاف کیا ہے زیادہ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے ہمارا اپنا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے''۔

صاحب تفہیم القرآن مولانا مودودی فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو، خصوصاً ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو اللہ کے آگے اس طرح کھڑے رہو جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں''۔

تشریح: اصل میں لفظ ''الصلوٰۃ الوسطیٰ'' استعمال ہوا ہے اس سے بعض مفسرین نے صبح کی نماز مراد لی ہے بعض نے ظہر بعض نے مغرب اور بعض نے عشاء کی' لیکن ان میں سے کوئی قول بھی نبی ﷺ سے منقول نہیں ہے صرف اہل تاویل کا استنباط ہے سب سے زیادہ اقوال نماز عصر کے حق میں ہیں۔''

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

''کثرت سے علماء کا قول بعض احادیث کی دلیل سے یہ ہے کہ بیچ والی نماز عصر ہے''

انگریزی تفسیر میں عبداللہ یوسف علی صاحب لکھتے ہیں:

"271-The Middle Prayer-Salat ul wusta may be translated 'the best or most excellent prayer'_the weight of authorities seems to be in favour of interpreting this as the Asr prayer ___"

اب تک کی تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ الصلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد زیادہ تر عصر کی نماز ہے

تاہم مفسرین نے باقی نمازیں بھی اس سے مراد لی ہیں زیادہ تر مفسرین نے جنگ احزاب کے دن ہونے والے اس واقعے سے استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر فوت ہوئی تو آپ نے فرمایا:

مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَ بُيُوتَهُمْ نَارًا، كَمَا شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ (متفق علیہ)

''اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز سے مصروف رکھ کر روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا''۔

یہاں لفظ ''الصلوٰۃ الوسطیٰ'' آیا ہے اس سے تعین کے ساتھ عصر کی نماز مراد ہے اکثر علماء و مفسرین نے مندرجہ بالا آیت میں بھی اسی حدیث کی روشنی میں الصلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر ہی مراد لی ہے۔

زیادہ تر مفسرین کرام نے پھر نماز عصر کے پیش نظر عصر کے وقت کی اہمیت و نزاکت پر بحث کی ہے اور جن حضرات نے دوسرے معنی کیے ہیں انہوں نے دوسرے اوقات کی اہمیت اور انسانی طبعی رجحانات کے پیش نظر رکاوٹوں کا ذکر کیا ہے۔

ان سطور میں اس بات کی ایک طالب علمانہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن مجید میں سیاقِ کلام، نظم قرآن اور دیگر داخلی شہادتوں کے ساتھ ساتھ عام انسانی جبلی تقاضوں اور رجحانات کی روشنی میں ''الصلوٰۃ الوسطیٰ'' کے معنی کا تعین ہو سکے۔

اس مقصد کے پیش نظر آگے کی گفتگو درج ذیل مباحث پر مشتمل ہو گی:

1۔ الفاظ کی لغوی بحث
2۔ سیاقِ کلام میں ''الصلوٰۃ الوسطیٰ'' کی ترکیب کے تقاضے
3۔ قرآن حکیم کی دیگر شہادتیں اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اقتباس
4۔ حاصل کلام

اب آیئے اسی ترتیب سے گفتگو کرتے ہوئے مدعا تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آیت زیر مطالعہ میں محافظت، الصلوٰۃ الوسطیٰ اور قنوت کے الفاظ اہمیت کے حامل ہیں۔

لفظ محافظت باب مفاعلہ ہے حفظ سے اور قرآن حکیم میں اس فعل کے ثلاثی مجرد اور مزید فیہ میں کئی مشتقات استعمال ہوئے ہیں ثلاثی مجرد میں حافظ اور حافظون بہت زور دار معنی میں استعمال ہوئے۔ جیسے فرمایا گیا:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ O (9:15)

''بے شک ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں''۔

اسی طرح سورۃ توبہ آیت 112 میں اہل ایمان کی مختلف شانیں بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالۡحٰفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰہِ

''اور وہ حفاظت کرنے والے ہیں ان حدود کی جو اللہ نے باندھی ہیں''۔

حفظ، حافظ، حافظون اور حافظات کے الفاظ کسی معین شے کی حفاظت اور اس میں کسی قسم کی دخل اندازی اور رخنہ اندازی کے علاوہ MISUSE سے بھی بچانے کا زوردار داعیہ رکھنے کے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں جیسے

وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ لِفُرُوۡجِھِمۡ حٰفِظُوۡنَ O (05:23)

''اور وہ اہل ایمان اپنی شرمگاہوں کو تھامتے ہیں''

جبکہ باب مفاعلہ میں مُحافظۃ سے حَافِظۡ اور حَافِظُوۡا امر کے صیغے ہیں اس میں ایک تو مقاتلہ کی طرح کسی دوسرے فریق یا داعیے کے خلاف مقابلہ کر کے حفاظت کرنے کا مفہوم ہے اور یہ علٰی کے اضافے کے ساتھ استعمال ہوا ہے جس کے معنی بار بار ایسا کرنے کے ہیں۔ دیگر ابواب سے بھی یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے ہم اس سے اس وقت صرف نظر کر رہے ہیں۔

الصلوٰۃ الوسطٰی

لفظ ''الصلوۃ'' تو بالاتفاق نماز کے معنی میں ہے اور آیت میں آگے لفظ ''قُوۡمُوۡا'' اور قنوت سے یہ بات مؤکد ہوتی ہے کہ یہ نماز کے لیے ہی آیا ہے۔

الوُسۡطٰی: وسط، اَوسط سے مؤنث وسطٰی۔ اس کے معنی بہترین بھی لیے گئے ہیں اور

سامنے کی اور بیچ کی چیز کے بھی۔ بیچ کی چیز یا آڑے آنے والی چیز زیادہ قرین قیاس ہے۔ جنگ احزاب کے دن والے واقعے میں یہی ہوا کہ کفار و معاندین سے مسلمانوں کا مقابلہ جاری تھا اور ہمہ وقت مستعدی اور VIGILIANCE کے نتیجے میں نماز کا وقت آیا اور نکل گیا اس کیفیت میں یہ امکان بھی ہے کہ نماز کے وقت کا احساس ہی نہ ہوا ہو۔ لہٰذا الصلوٰۃ الوسطیٰ وہ نماز ہوگی جو کسی شدید مشغولیت میں ہونے پر سرے سے بھول جائے یا یاد ہونے کے باوجود بالارادہ یا غیر ارادی طور پر آدمی ادا نہ کرے یا اس مشغولیت سے نکل کر ادا کر لی جائے۔ مثلاً آج کے کاروباری حضرات کے لئے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء سب الصلوٰۃ الوسطیٰ کے ضمن میں ہوں گی۔

لفظ قنوت کا معنیٰ ہے ”لزوم الطاعة مع الخضوع“ یعنی اللہ کی اطاعت لازم پکڑنا عاجزی کے ساتھ۔ قُوْمُوْا کا اضافہ کر کے ہر مشغولیت سے اُٹھ کھڑے ہونے کا مفہوم سامنے لایا گیا ہے۔

آیت زیر مطالعہ سورۃ البقرہ میں جس مقام پر واقع ہوئی ہے وہ قرآن مجید میں عائلی قوانین ـــــ نکاح وطلاق کے معاملات کی سب سے طویل اور مفصل بحث کا تکمیلی اور CONCLUDING حصہ ہے۔

گویا بندۂ مؤمن یا مؤمن بندی (مرد ہو یا عورت) کے لیے ایک گھریلو زندگی میں جہاں ان احکام کی پیروی ضروری ہے اور ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جن کا تذکرہ ان چار رکوعوں پر پھیلا ہوا ہے، وہیں اس آیت میں درج ہدایات کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ ان رکوعوں میں عورت ومرد یا میاں بیوی کے درمیان بعض پابندیوں کا ذکر ہے، پھر علیحدگی کی شکل میں طلاق کی تفصیل اور بچوں کے معاملے میں رضاعت کا ذکر ہے، مہر کی ادائیگی وغیرہ جیسے امور پر بحث کی گئی ہے جو گھر کے ادارے میں میاں بیوی کے درمیان ناموافقت کی صورت میں پیش آ سکتے ہیں۔

دوسری صورت وہ ہے کہ میاں بیوی میں حد درجہ محبت و موافقت کے نتیجے میں دوسری انتہائی صورت پیدا ہو جائے کہ اللہ کے احکام کی وقعت کم ہونے لگے اور نماز جیسی عبادت، جو ہر روز پانچ مرتبہ وقت کے تعین کے ساتھ فرض ہے، کی اہمیت نگاہوں میں نہ رہے۔ آیت زیر مطالعہ میں اس پہلو پر بڑے لطیف اور بلیغ انداز میں توجہ دلائی گئی ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ توجہ ادھر بھی

رہنی چاہیے گویا متأہل زندگی میں مومن مرد اور مومن عورت کے درمیان جو تعلقات استوار ہوں اور محبت ومودت کا جو رشتہ قائم ہو وہ دینی فرائض اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے فریم کے اندر اندر ہی رہنا چاہیے۔

آیت زیر مطالعہ میں نماز کی محافظت کے ضمن میں پہلے عمومی موانع اور مشکلات سے متنبہ رہنے اور چوکنا رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر عام سے خاص کی طرف توجہ دلانے کے لیے خصوصی طور پر ان نمازوں کی محافظت پر زور دیا گیا ہے جو بندۂ مومن کی گھریلو زندگی اور مصروفیات کے دوران آتی ہیں اور ان نمازوں کے راستے میں جو رکاوٹیں آئیں (یعنی بیویوں سے محبت اور ان کی دلجوئی، اولاد کے ساتھ وقت گزارنا اور گھریلو مصروفیات وغیرہ) ان کو فوراً بھانپ لینے اور ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

الصلٰوۃ الوسطٰی کے مزید تعین اور اس کے اہم ترین درجے کو پہچاننے میں قرآن فہمی کے دوسرے اصول سے کام لیں تو مزید انشراح صدر حاصل ہوگا اور حکمت قرآنی کے کئی مزید گوشے سامنے آئیں گے وہ اصول ہے ”اَلْقُرْآنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعضًا“ یعنی ایک ہی مضمون کا قرآن حکیم میں ایک سے زیادہ بار ذکر ہو تو گویا ایک حصہ دوسرے حصے کی مبہم تفاصیل کو واضح کر دے گا۔

گھریلو زندگی سے متعلق سورۂ نور میں ستر کے احکام (گھر کے اندر کا پردہ) کا ذکر ہے اور آیت 58 میں فرمایا گیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ O (58:24)

”اے ایمان والو! اجازت لے کر آئیں تم سے وہ لوگ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں (لونڈی یا غلام) اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل (بلوغ) کی حد کو تین بار فجر کی

نماز سے پہلے اور جب تم اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے، دوپہر میں اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین وقت ہیں بدن کھلنے کے تمہارے (اور گویا کہ دوسروں سے چھپنے کے) کچھ تنگی نہیں تم پر نہ ان پر ان وقتوں کے پیچھے (علاوہ) پھرا ہی کرتے ہیں ایک دوسرے کے پاس۔ یوں کھولتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے آگے باتیں' اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے''۔

بندۂ مؤمن کی نجی زندگی میں' چاہے شادی شدہ عورت ہو یا شادی شدہ مرد' یہ اوقات قربت کے ممکنہ مواقع کے ہو سکتے ہیں اور ایسے موقع پر غسل واجب ہو جاتا ہے لہٰذا موسم کی مناسبت (سردی یا گرمی)، گھریلو حالات (جائنٹ فیملی یا علیحدہ رہائش)، غسل کے انتظامات (اٹیچڈ باتھ یا دیگر مشترکہ سہولت) اور طبعی کسل مندی کے علاوہ اضافی طور پر شیطان اور نفس کی وسوسہ اندازی کی وجہ سے غسل کو عام طور پر DELAY کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

اوپر درج آیت میں اگرچہ ایسے مواقع تو تین ذکر کیے گئے ہیں تاہم عملاً اس کی سرحد پر دو ہی نمازیں واقع ہوتی ہیں' رات کو فجر اور ظہر کے بعد نماز عصر۔ فلہٰذا ــــــ اس آیت کی رو سے شادی شدہ زندگی میں الصلوٰۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے یا نماز فجر اور بندۂ مومن کو ان ہر دو میں سے جو نماز بھی آڑے آ رہی ہو اس کا اہتمام کرنے اور نفس کے مرغوبات سے علیحدہ ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے مرد اور عورت کو عاجزی سے کھڑے ہو جانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ گھر گھرستی کی زندگی میں الصلوٰۃ الوسطیٰ نماز فجر یا نماز عصر ہے اور اس کی بروقت ادائیگی عام طور پر دشوار ہو جاتی ہے اور عملی طور پر بھی ان نمازوں کے بارے میں گھروں میں شدید کوتاہی پائی جاتی ہے۔ نئے شادی شدہ جوڑے تو کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہی ہیں' ادھیڑ عمر کے مسلمان بھی ان نمازوں کی بروقت ادائیگی میں ناکام رہتے ہیں' یہ کوتاہی شوہروں میں بھی بہت ہے تاہم بیویوں میں زیادہ ہے اور عام طور پر اکثر عورتیں اس طرح کی نماز فجر یا نماز عصر کو قضا کر دیتی ہیں۔

اس تقصیر میں یقیناً اگر شوہر کی قوامیّت، جبر وقہر اور ہر قیمت پر اپنی خواہش کو پورا کرنے کا جذبہ کارفرما ہو تو اس گناہ کا زیادہ بوجھ بھی اسی کے حصے میں آئے گا اور اگر بیوی کی کسل مندی اور

طبعی سستی کو دخل ہے تو اس کے لیے نمازوں کو قضا کرنا آخرت میں وبالِ جان بنے گا۔

میانہ روی اور اعتدال کا تقاضا یہ ہے کہ والدین بھی اولاد کی شادی اور رخصتی کے موقع پر نمازوں کی بروقت ادائیگی کی تلقین کریں اور شوہروں کو بھی ہر قیمت پر اپنے جذبات کی تسکین کی بجائے مصالحانہ، مشفقانہ اور معتدل رویہ اپنانا چاہیے تا کہ میاں بیوی دونوں اس دنیا میں بھی پرسکون زندگی بسر کرسکیں اور آخرت میں رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہو جائے۔ گویا الصلوٰۃ الوسطیٰ کا التزام اور محافظت بہت ضروری ہے، اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اوپر سورۃ نور کی آیت کے حوالے سے جن تین مواقع کا ذکر ہے ان تخلیہ کے لمحات کو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کر کے تقربِ خداوندی کا ذریعہ بنانا چاہیے جو کہ ذرا سی محنت اور توجہ سے ممکن ہو سکتا ہے یہ کام ذرا مشکل ضرور ہوگا ناممکن نہیں ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ میں آغاز میں عمومی محافظتِ صلوٰۃ کا تذکرہ ہے اور پھر خاص کی طرف توجہ کو مبذول کرایا گیا ہے اس انداز میں اگر استدلال کو منطقی طور پر مزید آگے بڑھایا جائے تو اہل دل اور اہل ذوق کے لیے ایک اور لطیف اشارہ بھی ملتا ہے۔ نماز فجر رات کے لمحاتِ تخلیہ میں آڑے آتی ہے اور نماز عصر دن کے ظہیرہ (قیلولہ) کے لمحات میں اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ یہاں ذرا رُک کر غور کریں اور ایمان کے درجات کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں تو حکمت کا ایک اور دروازہ کھل جاتا ہے۔

حقیقی ایمان کے درجات بے شمار ہیں تاہم سورۃ واقعہ میں مقربین کو سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز بتایا گیا ہے، اسی طرح محسنین کو دیکھیں یا صادق الایمان کی اصطلاح کی حقیقت پر نظر کریں' عاشقانِ ذاتِ الٰہی کا گروہ ہو یا عاشقانِ رسول ﷺ ہوں' مومن کامل کہہ لیں یا مردِ مومن' بات اتنی سی ہے کہ اس درجے کے اہل ایمان کے نزدیک پانچ فرض نمازوں کے علاوہ تہجد کا اہتمام بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور لسانِ رسالت سے اس کی فضیلت پر بہت سی صحیح حدیثیں کتب احادیث میں وارد ہیں۔ جناب حضرت محمد ﷺ کے لیے تو نماز تہجد کی اہمیت بہت ہی زیادہ تھی تاہم آپ کے اُمتیوں میں سے بھی جس جس کا ایمان ایک خاص درجہ تک ترقی کرتا ہے اس کے لیے نماز تہجد کا التزام اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

فلہٰذا ـــــ عموم سے خاص کی طرف استدلال کا تقاضا یہ ہے کہ نماز فجر وعصر میں سے نماز فجر سے رات کے تخلیہ کے کنارے پر نماز تہجد سمجھی جائے‘ یعنی ایمان کے اعلیٰ درجات کا تقاضا یہ ہے کہ متأہل زندگی میں میاں اور بیوی دونوں کے لیے نماز فجر کا اہتمام تو ہونا ہی چاہیے بلکہ نماز تہجد کو بھی کما حقہٗ اہمیت دیتے ہوئے اس کو بھی الصلوٰۃ الوسطیٰ سمجھ کر ہوشیار ہو جانا چاہیے اور اس کا بھی اہتمام ضروری ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ تو اس نماز کا شایانِ شان اہتمام فرماتے ہی تھے جو انہی کے مقام بلند کی مناسبت سے تھا‘ تاہم آپ نے عام اہل ایمان کے لیے ترغیب وتشویق کے انداز میں اس کے اہتمام کا حکم فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے کسی مؤمن میاں بیوی (بالخصوص جوان) کی مثال دے کر ایک حدیث میں دعا دیتے ہوئے مقامِ مدح میں فرمایا کہ اگر مرد تہجد کے لیے اٹھے تو بیوی کو جگائے اور سستی کرنے پر بے تکلفی کی وجہ سے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے‘ اور اگر بیوی اٹھ جائے تو وہ شوہر کو جگائے اور سستی پر اسی طرح اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالے تاکہ نیند سے بیدار ہو جائے اور دونوں اللہ کے حضور عبادت میں لگ جائیں (وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ)۔

جناب نبی اکرم ﷺ تو تہجد کا بھی بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور اس کی کیفیت پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات شاہد ہیں‘ تاہم آپ ﷺ منفرد شان کے مالک تھے تو آپ کے معاملات میں بھی انفرادی شان پائی جاتی ہے اور اس کا CLIMAX اور ذروۂ سنام ایک روایت ہے جو اگرچہ بعض وجوہات کی بنا پر ہم یہاں نقل نہیں کر رہے تاہم اس کی تفصیل تفسیر ابن کثیر میں علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ اٰل عمران کے آخری رکوع کی آیات 190 اور 195 کی تفسیر میں تین اصحاب کے سوال پر کہ آنحضرت ﷺ کی کون سی ادا سب سے عجیب تھی‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے درج کیا ہے‘ وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ:

- قرآن مجید میں نمازوں کی حفاظت کا عمومی حکم بھی ہے اور اہل ایمان کی شان یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی مطلقاً حفاظت کرتے ہیں اور حدیث میں وقت پر نماز کی ادائیگی کو افضل نماز کہا گیا ہے (سورۃ المومنون‘ سورۃ المعارج)۔

- آیت زیرِ مطالعہ میں امر کے صیغے کے ساتھ گھریلو اور متأہل زندگی کے پس منظر میں اہلِ ایمان کو نمازوں کی محافظت کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا یہاں خصوصی مرغوبات اور نفس کی پسندیدہ چیزوں کے علی الرغم نمازوں کی پابندی اور اہتمام کا اشارہ ہے۔
- عام سے خاص کی طرف سلسلہ کلام میں الصلوٰۃ الوسطیٰ کہہ کر گھریلو زندگی میں ہر نماز اور مومن مرد اور عورت (میاں بیوی) کے رات کے تنہائی کے لمحات کے بعد نمازِ فجر اور دوپہر کے قیلولہ کے بعد نمازِ عصر کے خصوصی اہتمام کا حکم ہے۔
- مزید گہرائی میں جائیں تو حکمتِ قرآنی اور حکمتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ خزانہ بھی سامنے آتا ہے کہ اس مقام پر مومن شوہر اور مومن بیوی کے لیے نمازِ تہجد کا اہتمام بھی ضروری ہے لہٰذا پہلے درجے اور اعلیٰ ترین مقامِ بندگی پر فائز اہلِ ایمان کے لیے الصلوٰۃ الوسطیٰ نمازِ تہجد بھی ہوسکتی ہے اگرچہ ہمارے لیے یہ فرض نہیں تاہم اس کی فضیلت اپنی جگہ پر ہے۔

گویا ـــــ مفسرین کے اقوال کے مطابق الصلوٰۃ الوسطیٰ تو ان ہی پانچ نمازوں میں سے ہی کوئی قرار پائی اور نمازِ فجر اور نمازِ عصر پر زورِ استدلال ہے‘ تاہم مندرجہ بالا صفحات میں کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کے قرائن اور احادیث اور سنتِ نبویؐ سے اس کو مدلل کر کے پیش کیا جائے تاکہ ہر قاری نہ صرف نتیجہ تک پہنچ سکے بلکہ اس کے ساتھ استدلال کی کڑیاں خود ملانے پر اس کو ایک درجے میں اطمینانِ قلب بھی میسر ہو‘ تاکہ وہ یکسوئی اور بھرپور جذبۂ عمل کے ساتھ اس چیز کے حصول میں لگ جائے جس ذوق و شوق اور لگن کا یہ آیت تقاضا کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَ الذَّاكِرَاتِ

(مستدرك، عن ابی سعيد و ابی هريرة رضی اللہ عنہما)

”جب مرد اپنی بیوی کو تہجد کے وقت جگائے پھر وہ دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو ان دونوں کو، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ دیا جاتا ہے“۔

رمضان کا حاصل: جذبۂ نیکی اور اس کا صحیح رخ

سورۂ حدید کی آخری آیات کی روشنی میں

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

رمضان المبارک کا مہینہ ابھی گزرا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی رحمت والا مہینہ ہے کہ جس میں انسان کا نیکی کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ جس انسان نے صحیح انداز سے رمضان کا مہینہ گزارا ہو یعنی اس کے دنوں میں صحیح نیت کے ساتھ روزے بھی رکھے اور رات کو قرآن مجید کے ساتھ وقت بھی گزارا ہو تو ایک نیکی کا جذبہ انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے انسان نیکی میں ترقی کر جاتا ہے۔

اب آگے نیکی میں ترقی کے دو راستے ہیں: ایک راستہ یہ ہے جو قرآن مجید بتا رہا ہے کہ انسان اس جذبے سے کھڑا ہو جائے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے جدوجہد کرنی ہے، اب میں نے اپنا وقت اللہ تعالیٰ کے دین اور اللہ تعالیٰ کی شریعت اور قرآن مجید کے نفاذ اور آنحضور ﷺ جو نظام لے کر آئے تھے اس کے غلبے کے لیے لگاؤں گا، اس کے لیے تن من دھن قربان کر دوں گا۔ اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ انسان یہ سوچے کہ اب دنیا میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، انسان رہبانیت اختیار کر لے، انسان جنگلوں میں نکل جائے، انسان کہے کہ بس میں کسی کونے کھدرے میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کروں گا، میں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑوں گا۔

سورۂ حدید کی آخری آیات میں یہ دونوں چیزیں اکٹھی بیان ہوئی ہیں۔ ان آیات میں اس دوسری چیز کو قرآن مجید نے پسندیدہ نہیں کہا۔ ہمارے سے پہلے ایک اُمت گزری ہے،

جنہیں ہم عیسائی کہتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے، ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے رہبانیت ایجاد کی کہ دنیا کے اندر رہ کر شادی کر کے بیوی بچوں کے ساتھ زندگی بسر کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہیں۔ انسان کی شادی ہو جائے اور بچے ہو جائیں، تو ان کی ضروریات بھی ہوتی ہیں اب یہ ضروریات پوری کرنے کے لیے وقت لگانا پڑتا ہے پیسے کمانے پڑتے ہیں۔ اس طرح ان کاموں میں لگ کر اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کیا جاسکتا۔ تو انہوں نے یہ سوچا کہ اب شادی نہیں کریں گے، ہم دنیا میں رہیں گے ہی نہیں، ہم جنگلوں میں نکل جائیں گے۔ انہوں نے خود ہی یہ بدعت ایجاد لی اور دنیا داری کو ترک کر دیا، شادی نہیں کی اور وہ جنگلوں میں نکل گئے کہ بس ہر وقت اللہ اللہ کی جائے۔ اس کے بعد شیطان نے ان کے اوپر غلبہ پایا۔ نہانا دھونا نہیں ہے، صفائی نہیں رکھنی، بال نہیں کٹوانے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ زیادہ راضی ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بدعت تھی جو انہوں نے ایجاد کی، اللہ تعالیٰ نے اس بات کو قبول نہیں فرمایا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ ''اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے'' اور فرمایا: اسلام کی رہبانیت یہ ہے کہ انسان نکلے اور جہاد کرے۔ اگر انسان کا دل واقعتاً دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے، دنیا میں نہیں لگتا اور انسان اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے تو پھر دین کے غلبے کے لیے نکلے اپنی جان دین کے غلبے کے لیے لگائے جہاد کرے تاکہ لوگوں کو بھی فائدہ ہو۔ ہم میں سے کسی انسان پر نیکی کا غلبہ ہو اور وہ کسی کونے کھدرے میں بیٹھ جائے اس سے باقی دنیا کو کیا فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں ایک انسان جس کے اندر نیکی کا جذبہ پیدا ہوا اور وہ کھڑا ہو جائے باقی لوگوں کو ساتھ ملا کر دین کے غلبے کے لیے جدوجہد شروع کرے اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دین غالب ہو گیا تو کتنے لوگوں کا فائدہ ہوگا، کتنے لوگ سیدھے ہو جائیں گے، کتنے لوگوں کو عدل اور انصاف مل جائے گا جو کہ آج دنیا میں نہیں ہے۔

سورۂ حدید کی ان آخری چند آیات میں یہ دونوں باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان کر دی ہیں اور رمضان سے ان کا تعلق یہ ہے کہ رمضان میں ہمارے اندر جو نیکی کا جذبہ پیدا ہوا ہے رمضان کے بعد اس کو صحیح انداز سے لگائیں صحیح سمت میں لگائیں۔ سورہ البقرہ کے جس رکوع میں رمضان

کے روزوں کا حکم ہے وہاں پر آخر میں یہی ہے ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ﴾ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرو، کبریائی کا اعلان کرو، اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو نافذ کرو اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ رمضان میں اگر ہدایت نصیب ہوئی ہے رمضان میں اگر نیکی کی طرف رجحان بڑھا ہے تو اس کا رخ یہی ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو بڑا کیا جائے، اللہ تعالیٰ کی حاکمیّت قائم کی جائے، اللہ تعالیٰ کی رِٹ قائم کی جائے۔ آج اللہ تعالیٰ کی رِٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نافذ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق فیصلے نہیں ہیں۔ فیصلے تو انگریز کے قانون کے مطابق ہیں وہ 1860ء میں جو قانون بنا کر گیا تھا ہم آزاد ہو گئے لیکن ہم نے وہ قانون تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حالانکہ انگریز سے ہم نے نجات اسی لیے حاصل کی تھی کہ پاکستان کو اسلام کا گڑھ بنائیں گے اسلام کا قلعہ بنائیں گے، یہی چاہیے تھا کہ فوراً ہی دین نافذ ہو جاتا لیکن اس بات کو بھی 75 سال گزر گئے لیکن اس کی طرف ہماری کوئی پیش قدمی نہیں ہے۔ تو رمضان میں جو جذبہ پیدا ہوا ہے اس کا رخ دین کے غلبے کی طرف موڑنا چاہیے، بجائے اس کے کہ انسان صرف انفرادی اصلاح کا سوچے اور اس میں بھی دنیا سے بھاگ کر کسی کونے میں چھپ کر اللہ اللہ کرنے کو ترجیح دے جس کا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو پسندیدہ قرار نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید کی آیت 25 میں فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا بڑے واضح دلائل دے کر،

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ

اور ان کے ساتھ ہم نے کتابیں بھی اتاری تھی اور ترازو بھی اتارا تھا

ترازو کا مطلب اکثر علماء کرام نے شریعت بیان کیا ہے، شریعت دی جس کے اندر احکامات ہیں۔ ہر آدمی کو اس کا حق تول کر دے دیا۔ والدین کے کیا حقوق ہیں بتا دیے گئے، اولاد کے کیا حقوق ہیں بتا دیے گئے، حاکم کے کیا حقوق ہیں بتا دیے گئے، عوام کے کیا حقوق ہیں بتا دیے گئے، بیوی اور شوہر کا کیا حق ہے بتا دیا گیا۔ شریعت کے اندر تمام حقوق اور احکام تول کے دے دیے گئے۔ فرمایا کہ ہم نے پیغمبروں کو کتابیں بھی دیں اور شریعت بھی دی۔ اور یہ چیزیں ہم نے اس لیے

اُتاری تھیں

لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

تا کہ لوگ عدل اور انصاف پر قائم رہیں۔

یہ کتاب اور یہ شریعت صرف پڑھنے پڑھانے کے لیے اور صرف ثواب حاصل کرنے کے لیے اور صرف برکت کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ تو نافذ ہونے کے لیے آیا ہے کہ اس کے مطابق لوگ اپنی زندگی بسر کریں اور عدل اور انصاف قائم کریں۔ عدل اور انصاف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قانون میں ہے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قانون میں عدل ہو ہی نہیں سکتا انسان عدل کر ہی نہیں سکتا۔ عدل کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس کی نگاہوں میں سب برابر ہیں جو ہر کسی کے احساسات جذبات کو دیکھنے والی ذات ہے اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کس کے اندر کیا جذبات ہیں کیا کمی اور کیا زیادتی ہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے شریعت اتاری۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت نافذ ہوگی تو انصاف ہوگا عدل قائم ہوگا اگر اللہ تعالیٰ کی شریعت نافذ نہیں ہے تو عدل نہیں ہے زندگی میں، انسان انصاف کے مطابق زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو رسول بھیجے تھے اور جو کتابیں اتاری تھیں جو شریعتیں اتاری تھیں ان کے قیام سے ہی عدل و انصاف ہو سکتا تھا۔ پچھلی شریعتیں منسوخ ہو گئیں اب آنحضور ﷺ کی شریعت ہے، آنحضور ﷺ کا دورِ رسالت ہے قرآن مجید کتاب موجود ہے اور ہمارے پاس پوری شریعت موجود ہے پوری فقہ موجود ہے ہر مسئلے کا، ہر جرم کا، ہر پریشانی کا حل بتا دیا گیا ہے۔ یہ ساری چیزیں صرف پڑھنے پڑھانے اور ڈگریوں کے لیے نہیں ہے بلکہ اس لیے ہیں تا کہ نافذ ہوں اور اس کے ساتھ انسان عدل پر قائم ہو جائے کوئی کسی پر زیادتی نہ کر سکے کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ فرمایا: ہم نے کتاب بھی اُتاری ہے شریعت بھی اُتاری ہے، مزید براں

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ

اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے جس میں بڑی جنگ کی صلاحیت ہے

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح پیغام ہے کہ یہ شریعت اتنے آرام سے لوگ نافذ نہیں ہونے دیں گے۔ خاص کر جو لوگ ظالم ہیں جو لوگ موجودہ نظام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ بھی

یہ ہوا۔ شروع میں حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ تر وہی لوگ ملے جو مظلوم تھے۔ جو سردار تھے ان میں سے تو بہت تھوڑے آئے۔ ابو جہل جو ایمان نہیں لے آیا وہ اپنا فائدہ اٹھا رہا تھا وہ ظلم کر رہا تھا وہ کیوں ایمان لاتا وہ کیوں کہتا کہ میرے پاؤں پر کلہاڑی ماری جائے۔ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مانتے۔ اگر لوگوں نے صرف پیار اور محبت کی زبان سے ماننا ہوتا تو حضور ﷺ کی زبان سے مان جاتے۔ ان سے زیادہ پیار سے سمجھانے والا کون تھا۔ ان سے زیادہ انسانوں کے ساتھ محبت کرنے والا کون تھا۔ لوگوں نے ان کی بات بھی نہیں مانی۔ حتیٰ کہ آنحضور ﷺ کو بھی تلوار اٹھانی پڑی، جنگ کرنی پڑی، لڑائیاں لڑ کر ظالموں کا خاتمہ کیا اور دین نافذ کیا شریعت نافذ کی عدل اور انصاف قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ سے بتا دیا۔ ٹھیک ہے کتاب بھی اتاری گئی ہے شریعت بھی اتاری گئی ہے ساتھ لوہا بھی اتارا گیا جس میں بڑی جنگ کی صلاحیت ہے طاقت ہے۔

وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ

اور لوگوں کے لیے اور بھی فائدے ہیں

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ

اور اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون اُس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں رہتے ہوئے مدد کرتا ہے۔

یہ ہے ہمارا امتحان۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان تھا وہ امتحان میں کامیاب ہوئے انہوں نے لوہے کو ہاتھ میں لیا اور جو شریعت حضور ﷺ لے کر آئے تھے وہ نافذ کر کے دکھا دی۔ آج پھر وہی دور لوٹ آیا ہے کہ شریعت نافذ نہیں ہے۔ ہمارے آپس کے فیصلے دین کے مطابق ہو ہی نہیں سکتے۔ میرے گھر میں یا آپ کے گھر میں چوری ہو جائے اور چور پکڑا بھی جائے اس کے ہاتھ نہیں کٹیں گے۔ میں اور آپ بھی مسلمان ہیں، جج بھی مسلمان ہے، چور بھی مسلمان ہے قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے کہ ایک حد سے بڑی چوری کی ہے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے لیکن یہ چاروں فریق مسلمان ہونے کے باوجود چور کا ہاتھ نہیں کٹوا سکتے۔ کیونکہ انگریز کے قانون میں چور کا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے انگریز کے قانون میں تو جیل ہے چھ مہینے کی جیل ہو جائے سال کی جیل ہو جائے۔ یہ ہمارا اس وقت امتحان ہے کہ کون ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے۔ آگے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ O

اللہ تعالیٰ طاقتور ہے اور بڑا زور آور ہے

اللہ تعالیٰ کے لیے مسئلہ نہیں ہے کہ اپنی شریعت سیکنڈ میں نافذ کر دے اللہ تعالیٰ چاہے تو فوراً نافذ ہو جائے۔ سارے ہی سیدھے ہو جائیں۔ اصل میں امتحان ہمارا ہے کہ ہم کتنی قربانی پیش کرتے ہیں۔ ہم میں سے کون کھڑا ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرنے کے لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ ایک امتحان تھا صحابہ کرام اس امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ اور بہت مقام لے گئے بہت درجہ لے گئے۔ آج ہمارے سامنے بھی یہی امتحان ہے۔ کتاب موجود ہے شریعت موجود ہے لوہا موجود ہے نافذ نہیں ہے نافذ نہیں ہے ہم مسلمانوں کے اوپر بھی شریعت نافذ نہیں ہے کافروں کی تو دور کی بات ہے۔ میرے اور آپ کا امتحان یہ ہے کہ اگر رمضان میں نیکی کا جذبہ، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا جذبہ، دین میں آگے نکلنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے تو وہ جذبہ اس طرف لگنا چاہیے کہ میں نے محنت کرنی ہے اور میں دین کے غلبے کے لیے جدوجہد کروں گا۔ ہاں اس کام میں پہلے قدم پر تلوار نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی دین کے غلبے کا آغاز فرمایا تیرہ سال مکے میں رہے تلوار نہیں اٹھائی، تبلیغ کی، اِتمامِ حجت کیا، پہلے پیغام پہنچایا کہ لوگوں کو پتا تو چلے پھر جب ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں پھر جنگ کا موقع بھی آیا۔ پھر لڑائی بھی لڑی، صحابہ کرام شہید بھی ہوئے آنحضور ﷺ خود بھی زخمی ہوئے اور کافر بھی قتل کیے گئے۔ جنگ بدر ہوئی جنگ اُحد ہوئی جنگ احزاب ہوئی اور بھی کئی جنگیں ہوئیں تو بالآخر مکہ فتح ہو گیا اور عرب میں دین غالب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے خود یہ نعرہ لگایا:

جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا

''حق آ گیا باطل مٹ گیا، باطل تو ہے ہی مٹ جانے والا''۔

تو دین کے اندر اگر آگے بڑھنا ہے تو قرآن مجید یہ راستہ بتا رہا ہے۔ اور اس وقت بھرپور موقع موجود ہے کہ دین غالب ہی نہیں ہے مجھے اور آپ کو اس میں محنت کرنی ہے۔ ہمارے دین میں جہاد دو چیزوں سے ہے: جان سے بھی جہاد ہے اور مال سے بھی جہاد ہے۔ وقت بھی دینا پڑے گا اور صلاحیتیں بھی لگانی پڑیں گی اور مال بھی خرچ کرنا پڑے گا اور آخری درجہ یہ ہے کہ دین کے غلبے

کے لیے جان دینے کا موقع آ جائے جنگ میں تلوار اٹھانی پڑے تو انسان اپنی جان ہتھیلی پہ رکھ کر نکل آئے۔ جو بھی انسان جنگ کے لیے نکلتا ہے اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی کہ وہ زندہ واپس آئے گا کہیں سے کوئی تیر آ کے لگ جائے تلوار لگ جائے گولی آ کے لگ جائے کوئی پتا نہیں۔ زندہ واپس آ جائے تو یہ بھی اچھی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی دے دی۔ لیکن جو انسان جنگ میں چلا گیا اس انسان نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے کہ میری جان حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے غیب میں رہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہر وقت ہی غیب میں ہے، صحابہ کرام کے لیے رسول ﷺ سامنے موجود تھے ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ کی ذات بھی غیب میں ہے اور آنحضور ﷺ کو بھی ہم نے نہیں دیکھا ان کی ذات بھی غیب میں ہے۔ ہاں دین ان کا نافذ کرنا ہے شریعت ان کی نافذ کرنی ہے۔ ان کی ذمہ داری لگائی گئی تھی کہ پوری دنیا میں دین کا غلبہ کریں تو دین کے غلبے کی محنت اصل میں آنحضور ﷺ کی مدد ہے اصل میں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے مومن بندے میری مدد کریں یعنی میرے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کریں۔ اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کون ہے جو مجھے قرضہ دے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے قرضے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ اللہ تعالیٰ امتحان لے رہا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیسے خرچ کر رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تو طاقتور ہے اللہ تعالیٰ تو زور آور ہے جب چاہے شریعت نافذ کر دے لیکن وہ میرا اور آپ کا امتحان لے رہا ہے کہ کون ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرے۔ تو دین کے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ ہے، نیکی کا جذبہ ہے تو اس کو اس انداز سے لگائیں کہ ہم دین کے غلبے کی محنت کریں۔ اور دین کے غلبے کی سب سے پہلی سیڑھی یہ ہے کہ خود اپنے اوپر دین نافذ کیا جائے۔ یہ سیڑھی بھول نہیں جانا چاہیے کہ انسان باہر نکل کھڑا ہو اور لوگوں کو سیدھا کرنا شروع کر دے۔ پہلے اپنے آپ کو صحیح کرے، پہلے اپنے گھر کو صحیح کرے۔ انسان کے اپنے اندر کوئی گناہ ہے تو اس کے خاتمے کی شعوری کوشش کرے کہ یہ کام نہیں کرنا۔ انسان کے گھر میں اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہے جہاں انسان کا زور چلتا ہے کیونکہ وہ سب سے بڑا ہے اور کما کر لا رہا ہے تو اس گھر کے اندر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہونی چاہیے۔ پھر اس کے بعد باہر نکلنے کا موقع آئے گا۔ پہلا موقع تبلیغ کا ہے کہ انسان پہلے بات پہنچائے تو صحیح،

لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچائے حضور ﷺ کا پیغام پہنچائے اور ہوتے ہوتے ایک تعداد بن جائے۔ جس طرح صحابہ کرام کی تعداد بن گئی۔ آگے دین کے غلبے کے لیے بھی نکلنا ہے دین غالب بھی کرنا ہے۔ اور اس کے لیے جو جذبہ چاہیے ابھی رمضان کا مہینہ اسی جذبے کو پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگیوں میں دیا ہے۔ اس جذبے کو صحیح انداز سے لگایا جائے۔

اس کے بعد آیت 27 میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا انداز بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے رہبانیت کی ایک بدعت ایجاد کر لی تھی۔ نیکی کا جذبہ اس سمت میں نہیں جانا چاہیے کہ بس میں کسی کونے میں بیٹھ کر چپکے چپکے اللہ اللہ کروں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہہ رہے ہیں کہ میدان میں آؤ، خود بھی انسان نیک بنے اور باقی انسانیت کو بھی نیکی کی طرف بلائے اور پوری دنیا میں دین کا غلبہ کرے۔ اگر ایک کروڑ آدمی بھی کونے کھدروں میں بیٹھ کے اللہ اللہ کرنے لگ جائیں پوری دنیا کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن ایک کروڑ آدمی کیا دس لاکھ آدمی بھی دین کے غلبے کے لیے نکل آئیں تو اللہ کی رحمت سے بہت امید ہے کہ دین غالب ہو جائے گا۔ نیک نیت لوگ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی یقیناً مدد آئے گی دین غالب ہو جائے گا۔ اور دین غالب ہوگا تو پوری دنیا پر کتنا اثر پڑے گا؟ عدل اور انصاف کا بول بالا ہو جائے گا، کوئی انسان بھوکا نہیں سوئے گا۔ ہر کسی کو اس کے حقوق گھر میں آ کر ملیں گے۔ دین کے غلبے کا یہ مطلب ہے۔ تو دوسری بات آگے ارشاد فرمائی:

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

پھر ہم نے ان کے بعد بہت سارے رسول بھیجے

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اور آخر میں ہم نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

اور ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک کتاب عطا کی جس کا نام انجیل تھا

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً

اور جن لوگوں نے ان کی پیروی اختیار کی تھی ہم نے ان کے دلوں میں محبت اور نرمی رکھ دی

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام تھا،عیسیٰ علیہ السلام خود بھی نرم دل تھے اور جو لوگ ان پر سچا ایمان لائے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان کے دلوں میں نرمی رکھ دی، رحمت رکھ دی لوگوں پر رحم کرنے والے تھے۔

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوْهَا

اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی

یہ ایک بدعت تھی جو انہوں نے گھڑ لی تھی۔

مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ

ہم نے ان کے اوپر فرض نہیں کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے کسی شریعت میں رہبانیت کا حکم نہیں اُتارا کہ انسان دنیا سے الگ تھلگ ہو جائے اور بس غاروں میں اور جنگلوں میں جا کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔ باقی ساری زمین شیطان کے لیے کھلی چھوڑ دے کہ شیطان جو مرضی کرتا رہے۔ اہلِ ایمان ہی کو آگے بڑھنا ہے۔ انہوں نے مل کر ایک جماعت بنانی ہے جس طرح صحابہ کرام کی جماعت بنی اور پھر شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ قرآن مجید نے خود دونوں پارٹیوں کے نام بتا دیے: ایک اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے جسے قرآن مجید حزب اللہ کہتا ہے۔ اور دوسری پارٹی شیطان کی ہے جسے قرآن مجید حزب الشیطان کہتا ہے۔ انہی کی جنگ ہے، انہی کا مقابلہ ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج حزب الشیطان غالب ہے شیطان کی پارٹی جیتی ہوئی ہے۔ کافروں کے ملک کی کیا بات کریں وہ ملک جس میں 95 فیصد مسلمان ہیں اس میں بھی شیطان کی حکومت ہے۔ پاکستان کے اندر اللہ تعالیٰ کا قانون تو نافذ نہیں ہے انگریز کا قانون تو شیطان کا قانون ہے۔ ہمارے اس ملک میں 95 فیصد مسلمان ہیں ہم سب مسلمان ہیں مگر ہمارے ملک میں قانون انگریز کا ہے۔ اس میں کچھ لوگ نیکی کے جذبے سے اٹھیں اور غاروں میں جا کر بیٹھ جائیں کیا فائدہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لوگ نیکی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور پھر دین کے غلبے کی جدوجہد کریں دین کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ کسی غار میں بیٹھ کے اللہ اللہ کرنا بڑا آسان کام ہے نہ کوئی دوسرا انسان ہو نہ انسان کسی کی غیبت کرے نہ گناہ کرے نہ جھوٹ بولے نہ چغلی کرے۔ انسان تو بڑا پاک ہو جائے گا پھر اس کا امتحان نہیں ہے۔

امتحان تو عین دریا کے اندر رہ کر ہے کہ ڈوبنا نہیں ہے۔ دنیا میں رہ کر، بازاروں میں رہ کر، گھر گرہستی کی زندگی بسر کر کے اس دنیا کی محبت اپنے اندر نہیں آنے دینی، مال کی محبت نہیں آنے دینی ہے، اولاد کی محبت نہیں آنے دینی ہے، بیوی کی محبت نہیں آنے دینی۔ شادی بھی کرنی ہے بچے بھی ہوں گے لیکن ان کی محبت ایک حد سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے اوپر ہو۔ یہ اصل امتحان ہے۔ فرمایا رہبانیت بدعت گھڑ لی تھی انہوں نے جب کہ ہم نے ان کے اوپر فرض نہیں کی۔

اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰهِ

ہم نے ان کے اوپر تو یہی فرض کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کریں

انہوں نے ایک بدعت گھڑ لی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جا سکتا ہے۔ گھر گرہستی چھوڑ کر انسان غاروں میں رہے نہ نہائے نہ دھوئے نہ بال کٹوائے بس میلا کچیلا رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے جلدی راضی ہو جاتا ہے۔ فرمایا ہم نے ان کے اوپر یہ بات فرض نہیں کی تھی۔ ایک تو انہوں نے بدعت ایجاد کی اور پھر اس کے بعد

فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

انھوں نے اس کا حق بھی ادا نہیں کیا تھا

جو اپنے اوپر پابندیاں لگائیں تھی ان پابندیوں کو برداشت بھی نہیں کر سکے۔ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جذبات رکھے ہیں انسان جب اپنی فطرت سے لڑے گا تو ہار جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو ہمارے لیے ضروری سمجھا ہے اس کے لیے سارے حلال رستے بھی کھول دیے ہیں۔ انسان کو بھوک لگتی ہے انسان 24 گھنٹے یا 48 گھنٹے سے زیادہ بھوکا نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں حلال کی ہیں اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں۔ حلال چیزوں کو استعمال کر کے انسان زندگی بسر کر سکتا ہے پانی کے بغیر انسان کا گزارہ نہیں ہے حلال چیزوں کو پی کر انسان گزارہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر شادی کا جذبہ رکھا ہے، یہ فطری جذبہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھا گیا ہے جو انسان اس کے آگے بند باندھ لے کہ میں شادی نہیں کروں گا تو انسان ہار جائے گا۔ غلط کاموں میں پڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جائز رستہ دیا ہے کہ انسان شادی کرے نکاح

کرے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ ۔نکاح کوئی گھٹیا کام نہیں ہے۔حضور ﷺ فرمارہے ہیں نکاح کرنا میرا طریقہ ہے میری سنت ہے۔اور یہ بھی فرمایا:مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۔جس کو میرا طریقہ پسند نہیں اس کا میرے سے کوئی تعلق نہیں۔

اصل امتحان یہ ہے کہ دریا میں رہ کر زندگی بسر کی جائے اور اس میں پھسلا نہ جائے۔ دنیا میں رہ کر اس میں ڈوب نہ جائے۔فرمایا ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی اور پھر انہوں نے رہبانیت کا حق بھی ادا نہیں کیا۔جو اپنے اوپر غلط پابندیاں لگائی کہ اس کے بعد خود ہی چور دروازے ڈھونڈے اور خود ہی گناہ کے کام کیے۔

فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْھُمْ اَجْرَھُمْ

تو جو لوگ ان میں سے ایمان لائے تھے ہم نے ان کو ان کا اجر عطا کیا

وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ O

اور اکثریت ان عیسائیوں کی بھی نافرمانوں پر ہی مشتمل ہے

الغرض یہ کہ رمضان کا مہینہ ابھی گزرا ہے جس میں عموماً نیکی کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ اس رجحان کو صحیح انداز میں لگنا چاہیے۔میرے اور آپ کے اندر کوئی جذبہ پیدا ہوا ہے تو وہ جذبہ اس طرف لگنا چاہیے کہ ہاں میں خود بھی نیک بنوں گا میں نیکی کو پھیلاؤں گا اور میں نیکی کو غالب کرنے کی کوشش کروں گا۔میں خود بھی اللہ تعالیٰ کا حکم مانوں گا میں اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں کو بھی بتاؤں گا اور میں اللہ تعالیٰ کی شریعت نافذ کرنے کے لیے مال اور جان کی قربانی پیش کروں گا۔اللہ تعالیٰ تو دیکھنا چاہتا ہے کہ کون یہ قربانی پیش کرتا ہے کون اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی اور آپ کو بھی دین اختیار کرنے دین کو پھیلانے اور دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین

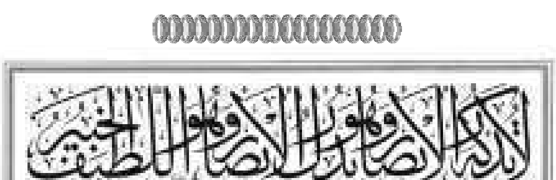

سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

آئن سٹائن کا نظریۂ اضافت (ب)

نظریۂ اضافت کیا ہے؟

شہرۂ آفاق سائنسدان البرٹ آئن سٹائن (1879ء تا 1955ء) نے 1915ء میں اِضافیت کا نظریہ عمومی پیش کیا، جس کے تحت اس نے کائنات میں موجود قوتِ تجاذب، خلا اور وقت کے درمیان ایک تعلق پیدا کیا اور یہ کہ قوتِ تجاذب کیسے پیدا ہوتی ہے۔ مزید اس نے اس نظریہ سے اجسام کی یکساں حرکت اور مسرع حرکت کی توضیح کر کے تجاذبی قوت کے مظہر کو واضح کیا۔ چونکہ اس میں ریاضی کی دقیق مساوات کا عمل دخل ہے اس لیے عام انسان کے لیے اِن کا اِدراک مشکل ہوگا۔ تاہم اس نظریے نے بہت سارے طبعی مظاہر کی تشریح کی۔ مثلاً روشنی قوتِ تجاذب سے متاثر ہوتی ہے۔ جو کہ بہت دفعہ تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ مزید برآں یہ نظریہ کائنات کے پھیلاؤ کو سمجھنے میں مدد ومعاون ثابت ہو چکا ہے اور ایجادات میں قابلِ ذکر ایجاد لیزر کی ہے۔

آئن سٹائن خود چونکہ اعلیٰ پائے کا ریاضی دان تھا، اس لیے اس نے مادے اور توانائی کے تعلق کو ایک کلیے سے ظاہر کیا ہے۔ آئن سٹائن کا یہ نظریہ اس کی ذہنی کاوش کا نتیجہ تھا۔ اِس کے اِس نظریۂ اضافیت میں زمین ومکان کی اس قدر پیچیدگیاں ہیں کہ کسی زمانے میں یہ کہا جاتا تھا کہ اِسے اس کے سوا اور سائنسدان پورے طور پر سمجھ نہیں پایا۔

اِس کے اس نظریۂ اضافت کے چند دلچسپ نکات درجہ ذیل ہیں:

(1) روشنی کی رفتار 3,00,000 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ آئن سٹائن کا کہنا ہے کہ کوئی مادی شے اس سے زیادہ رفتار اختیار نہیں کر سکتی۔

(2) کسی جسم کی توانائی میں اضافہ ہمیشہ اس کی کمیّت یعنی ماس میں اضافے کا سبب بنتا ہے یا یوں سمجھ لیجیے کہ چلتی ہوئی گاڑی کی کمیّت روکی ہوئی گاڑی کی کمیّت یا ماس سے زیادہ ہے۔

(3) تیز رفتاری کی صورت میں متحرک جسم کچھ چپٹا ہو جاتا ہے یعنی اس کی لمبائی میں کمی ہو جاتی ہے۔ لمبائی کی یہ کمی اس سمت میں واقع ہوتی ہے جس سمت میں یہ جسم حرکت کر رہا ہوتا ہے۔

(4) کوئی نہیں جان سکا کہ وقت کیا ہے۔ وقت یا زمانے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قوموں کی ترقی وتنزلی میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ وقت کی درست ماہیت کو ابھی تک کوئی نہیں جان سکا۔

آئن سٹائن کے نظریۂ اضافت کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وقت پر تیز رفتاری کا غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔ آئن سٹائن نے مادّے کی کمیت کی تباہی سے پیدا ہونے والی توانائی کو ریاضیاتی مساوات کے مطابق بتایا ہے۔ چنانچہ کمیت اگر گراموں میں لی جائے تو توانائی ارگ میں اور روشنی 3,00,000 کلومیٹر فی سیکنڈ لی جائے تو ایک گرام مادے کے فنا ہونے سے حاصل ہونے والی توانائی کی مقدار یہ ہوگی۔

$$9 \times 1013J \times 3x10^{10} = 9 \times 1020\ Erg = 3x10^{10} KWh$$

یہ توانائی کی مقدار اس قدر کثیر ہے کہ اس کو اگر ایک لمحہ یا کم مدت میں خارج کیا جائے تو وہ بے قابو ہو کر کس قدر تباہی مچا سکتی ہے۔ ایٹم بم میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ ایٹم بم کی بجائے ہائیڈروجن بم کی صورت میں تباہ ہونے والے مادے کی کمیت اور نتیجہ میں تباہ کاری بھی کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

(5) اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ روشنی خلا میں مستقل سپیڈ سے حرکت کرتی ہے۔ خواہ اس کا منبع کسی بھی رفتار سے سفر کر رہا ہو۔

نظریۂ اضافت کی عجیب وغریب پیشین گوئی:

نظریۂ اضافت کی سب سے عجیب وغریب پیشگوئی ٹائم ڈائلشن یعنی وقت کی رفتار کی

تبدیلی کا مظہر ہے یعنی اگر کوئی شخص زمین کے ریفرنس فریم سے نکل کر بہت تیز رفتار خلائی جہاز میں سفر کرنے لگے اور زمین پر رہنے والے لوگوں کے حساب سے تیس سال بعد واپس آئے تو سفر کرنے والے کے ریفرنس فریم میں صرف ایک ہی سال گزرا ہوگا۔

خصوصی نظریۂ اضافت کو استعمال کر کے ہم اس گنجلک مسئلے کو حل کر سکتے ہیں کہ بہت زیادہ تیز رفتار سے سفر کرنے والے شخص کے لیے وقت آہستہ کیوں گزرنے لگتا ہے۔ اس سادہ سی مساوات سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ رفتار معلوم کرنے کے لیے فاصلے کو وقت سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جب تک ہم کسی یکساں رفتار سے حرکت کرنے والے ریفرنس فریم میں روشنی کی رفتار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اس مساوات میں فاصلہ ہمیشہ اس کی رفتار سے...... مراد وہ فاصلہ ہے جو روشنی نے طے کیا ہے۔ لیکن ہم اِسی مساوات سے اجسام کی حرکت کو بھی ظاہر کر سکتے ہیں۔

انسانی جسم میں ہونے والے تمام کیمیائی اور حیاتیاتی تعاملات خلیوں میں ہوتے ہیں۔ جن کی بدولت ہم زندہ ہیں۔ یہ خلیے مالیکولز سے بنے ہیں۔ مالیکولز ایٹم سے بنے ہیں اور ایٹم کوانٹم ذرات سے۔ کوانٹم سطح پر تمام تعاملات ان قوتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جو فوٹانز، گریویٹانز اور دوسرے بنیادی ذرات سے اپنے اثرات پیدا کرتے ہیں۔ یہ تمام ذرات روشنی کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ سکون کی حالت میں جسم میں موجود کوانٹم سطح ہونے والے تعاملات کے لیے بہت ہی کم وقت درکار ہوتا ہے۔

آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت سے قبل سمجھا جاتا تھا کہ

''زمان و مکان گویا ایک قالب یا ڈھانچہ ہے جن کے اندر یہ ازلی وابدی کائنات واقع ہے۔ لیکن اضافیت کے نظریہ کی رُو سے کسی ایسی چیز کا جس کو مطلق اور مستقل بالذات زمان و مکان کہا جا سکے، سرے سے کوئی وجود نہیں رہا۔ ہمارے روزمرہ کے زمان و مکان کا تصور تو وہ ہمارے انفرادی تجربہ سے ماخوذ یعنی ایک طرح کا بس مقامی زمان و مکان ہے۔''

ہم سمجھتے تھے کہ دو چیزوں کے درمیان کا فاصلہ یا دو واقعات کے درمیان کا زمانہ کوئی محدود و متعین شے ہے۔ یہ خیال بھی غلط نکلا اور نظریہ اضافیت کی بنا پر زمان و مکان کا یہ ڈھانچہ

غائب ہو کر سہ ابعادی دنیا کی جگہ چار ابعادی دنیا لے لیتی ہے۔ یہ چوتھا بعد زمان ہے۔ زمان و مکان مستقل و مطلق حقیقتوں کی حیثیت سے کوئی وجود نہیں رکھتے بلکہ دونوں ایک ہی متحد اور غیر منفک حقیقت ہیں۔ جس کو زمان و مکان کہنا چاہیے اور اب تو آئن سٹائن کے نظریہ کے مطابق زمان و مکان کے مستقل بالذات وجود کو ثابت کرنے کے لیے جتنے اختبارات کیے گئے ہیں سب ناکام ثابت ہوئے۔ نہ سائنس کو اپنی تحقیقات کے لیے مستقل و مطلق زمان و مکان کا وجود فرض کرنے کی کوئی ضرورت رہی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ زمان و مکان کے ہمارے روزمرہ کے تصورات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے، وہ بدستور انفرادی تجربہ کے ڈھانچہ یا مقامی زمان و مکان کی حیثیت سے اپنی جگہ قائم ہیں۔ کائنات فطرت (نیچر) کے لیے وہ بجائے خود کتنے ہی بے معنی ہوں لیکن ہمارے لیے وہ بامعنی ہیں۔ تاہم اگر مادہ وہ مادہ نہیں رہا جو ہم معمولی عقل و فہم سے سمجھا کرتے تھے تو زمان و مکان اس سے بھی بہت کم وہ زمان و مکان باقی رہ گئے جو ہم اس سے پہلے سمجھا کرتے تھے۔

آج 20 ویں صدی کی جدید سائنس میں عام آدمی کے لیے سب سے دشوار بلکہ ناممکن اضافیت کے نظریہ کو سمجھنا ہے۔ اعلیٰ ریاضیات میں پوری مہارت رکھنے والا ذہن ہی اِس کو جان سکتا ہے کیونکہ اس نظریہ کی رُو سے عام تصور والے۔

> ”نہ مطلق زمان کا کوئی وجود رہ گیا ہے نہ مکان کا۔ مستقل بالذات یا بجائے خود موجود نہ زمان پایا جاتا ہے نہ مکان۔ پھر یہ غیر مستقل زمان بھی نہ مکان کے بغیر پایا جا سکتا ہے نہ مکان زمان کے بغیر۔ دونوں قطعاً ناقابل انفصال ہیں۔ دونوں بالکلیہ ہم وجود اور ایک دوسرے پر موقوف ہیں ان ہی سے یہ دنیا بنتی ہے۔ جس کو چار ابعادی زمان و مکان سلسلہ کہتے ہیں۔“

یہ خالصتاً ایک ریاضیاتی نظریہ ہے اور ریاضیاتی نظریوں کے لیے کوئی طبعی مظروف یا مشمول نہیں پیش کیا جا سکتا۔ اضافیت ریاضیاتی علامتوں میں جو کچھ بیان کرتی ہے، ہمارا متخیلہ اس کا کوئی تصور قائم نہیں کر سکتا۔

نظریہ اضافت اور قرآنی واقعات کا تقابلی جائزہ:

انسان کی یہ سوچ فروغ پا رہی ہے کہ اشیاء اور اجسام الیکٹرانوں اور پروٹانوں میں تبدیل کر کے آنکھ جھپکنے میں بعید فاصلوں تک منتقل کیے جا سکیں گے۔ یہ بھی خلا میں بھیجیں جائیں گے اور اسی طرح ان کو دوبارہ اپنی اصلی حالت میں لایا جا سکے گا۔ بالکل اسی طریقہ سے جس طریقہ سے ریڈیو الیکٹران بھیجے جاتے ہیں اور وصول کیے جاتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے؟

قرآن مجید اس سوال کا جواب درج ذیل دو واقعات سے پیش کرتا ہے، جن کے بارے میں اب تک انسان غیر یقینی کیفیت میں ہی رہا کہ ان واقعات کی کیسے وضاحت کی جائے؟ سائنس کی روشنی میں انسان نے یہ یقین کرنا شروع کر دیا ہے کہ ان واقعات کا دوبارہ رونما ہونا ممکن ہے۔ سائنس ان واقعات کو ثابت کرنے کے لیے اپنے واقعات پر چل نکلی ہے کہ یہ معجزات ہونے کے ساتھ ساتھ سائنس کے مسلمہ قانون کے تحت ہوئے۔ جسے انسان نے اب تک نظر انداز کیے رکھا، ایسے واقعات اب سمجھ آ رہے ہیں جب سائنس نے اِن قوانین کی تشریح کی ہے یعنی یہ تمام معجزات جو ماضی میں رُونما ہوئے اِن کی بنیاد سائنسی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس (سبا) کا واقعہ:

جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے لیے سفر میں تھی حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو اپنی عظیم طاقت دکھانا چاہتے تھے، وہ چاہتے تھے کہ ان کے درباریوں میں سے کوئی ملکہ کا تخت اس کے پاس لے آئے، بیشتر اس کے کہ وہ 1500 میل کا فاصلہ طے کرے۔ اس واقعہ کو قرآن نے سورۃ النمل میں یوں بیان کیا:

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ

غَنِیٌّ کَرِیۡمٌO

''سلیمان نے کہا کہ اے دربار والو! کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرماں بردار ہو کر ہمارے پاس آئیں، ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے؟ جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں، میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اس (کے اٹھانے کی) طاقت رکھتا ہوں (اور) امانت دار ہوں۔ ایک شخص جس کو کتاب الٰہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے''۔

جب دیو اپنی خدمت پیش کر چکا تو حاضرین میں سے ایک شخص بولا میں بلقیس کا تخت آپ کے پاس چشم زدن میں لے آؤں گا۔ اس شخص کو ظاہری و مادی طاقت کا دعویٰ نہ تھا۔ یہ آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیے ہوئے تھا اور اللہ عزوجل کی قدرت لامحدود پر یقین محکم رکھتا تھا۔ جانتا تھا کہ خلائق عالم کی لازوال اور بے انتہا قوت زمان و مکان کے اندر محدود نہیں ہے۔ مفسرین نے اس شخص کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس کا نام 'آصف بن برخیا' تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کے اس قصے میں سب سے دلچسپ بلکہ حیران کن اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب دیو کی خدمت قبول نہ کی گئی تو پھر ایک انسان بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ ذہن میں جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کو کون سا علم تھا جس کی قوت کے ذریعے وہ تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی لے آیا؟ بظاہر یہ معجزہ معلوم ہوتا ہے لیکن قرآن حکیم نے بتایا کہ ''اسے کتاب کا علم تھا''۔

علم کا انحصار بھی قواعد و ضوابط اور قوانین پر ہوتا ہے اور اس علم سے مراد ہے کہ وہ ایسے علم کو جانتا تھا جو جدید سائنس کہلاتی ہے۔ چونکہ یہ اِسلام سے قبل کا واقعہ ہے جب قرآن کا

نزول نہیں ہوا تھا لہٰذا اس وقت کوئی آسمانی کتاب یا کتابیں ہوگی جن سے اس کو اس علم سے آگاہی ہوئی اور عین ممکن ہے کہ وہ اپنے اس علم کی بدولت ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے اِتنا قریب ہوگیا کہ وزیر بن گیا۔ مفسرین حضرات نے اس علم کو 'روحانی قوت' سے منسوب کیا ہے کہ آصف کی روحانی قوت اس حد تک ترقی پا چکی تھی کہ اس سے یہ کرامت ظاہر ہوئی۔ اللہ کا فیض بے روک ٹوک جاری ہے۔ لیکن اس سے مستفید ہونا آدمی کی اپنی اِستعداد اور قابلیت پر موقوف ہے۔ جتنی جس کی قابلیت ہوگی اتنی ہی وہ دولت سمیٹے گا۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ اس شخص کو روحانی قوت حاصل تھی یا خدا پر ایمان کی قوت تھی تو پھر اس کی قوت سے تخت اور اس سے وابستہ افراد الیکٹرون و پروٹان کی لہروں میں تبدیل ہوگئے۔ یہ لہریں بھی روشنی کی رفتار پر سفر کرتی ہیں جو کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور پھر اس نے ان سب کو دوبارہ مجتمع کر کے اپنی اصلی صورت میں پیش کر دیا۔

ملکہ بلقیس کا ملک تقریباً ملک شام سے (جہاں حضرت سلیمان کی حکومت تھی) 1500 میل کے فاصلے پر تھا اور یہ یمن کا ایک حصہ تھا اگر روشنی کی رفتار کو مدِنظر رکھا جائے تو یہ فاصلہ اس رفتار پر ایک سیکنڈ کے ایک سو چوبیس ویں حصے میں طے ہو جانا چاہیے۔ انسانی آنکھ کم سے کم ایک سیکنڈ کے پندرھویں حصے یا زیادہ سے زیادہ بیسویں حصے میں جھپکتی ہے۔ یہ تخمینہ شدہ وقت آنکھ کے جھپکنے سے بھی بہت کم ہے یہی وجہ ہے کہ آصف نے آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی تخت لانے کی پیشکش کر دی جسے حضرت سلیمان نے فوراً قبول کر لیا پھر وہ دربار سے باہر بھی نہیں گیا۔ ادھر بیٹھا ہی نظر آیا اگر اس نے خود بھی جسمانی طور پر پرواز کی ہو تو تب بھی وہ اتنے مختصر وقت میں کسی کی آنکھوں کے سامنے غائب نہیں ہوسکتا بلکہ وہیں اپنی جگہ پر ہی بیٹھا نظر آئے گا۔ ملکہ بلقیس کے تخت کی 1500 میل کے فاصلے سے منتقلی پرانے لوگوں کے خیال میں اور جیسا کہ اب بھی ہم اس نظر سے ہی دیکھتے ہیں، ایک معجزہ تھا۔ جو قادر مطلق یا کسی عظیم قوت سے ہی رونما ہوسکتا تھا۔ لیکن آج کے تناظر میں دیکھا جائے تو گائیڈڈ ڈراکٹوں (میزائل)، جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی خوفناک رفتار پر پرواز کرتے ہیں کہ ان کی حرکت کو برہنہ آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔ اِن کی رفتار آواز کی رفتار سے 3 سے 4 گنا زیادہ ہوگی۔ کیا اسے ایک معجزہ نہیں کہا جاسکتا؟ یقیناً نہیں! کیوں؟ چونکہ

انسان اس مظہر کی وضاحت کر سکتا ہے۔

بہت سارے ایسے واقعات جن کو انسان معجزاتی خیال کرتا ہے وہ اس کی جہالت اور بنی نوع انسان کی لاعلمی کا نتیجہ ہیں۔اور یہی وہ بات ہے جس کو سورۃ النمل کی آیت 40 میں اشارہ کیا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ سے یہ معجزہ رونما ہوا یا معجزاتی کام سرانجام پایا ایک انسان تھا اور اس علم نے اس کو قوت دی تھی جو جن کی قوت پر سبقت لے گئی۔

یہاں وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبروں ورسولوں کو جو معجزات عطا کیے یہاں ان سے بحث نہیں ہے بلکہ اس شخص کے حوالے سے بات ہو رہی ہے جسے ایسا علم حاصل تھا جس کی قوت سے اس نے جو کام سرانجام دیا اس پر معجزے کا گمان ہوتا ہے۔

معراج النبی ﷺ:

آپ ﷺ کے واقعہ معراج کا تذکرہ قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ O

''وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصی (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''

آپ ﷺ کا یہ سفر جس کو عموماً 'رات کا سفر' کہا جاتا ہے جو کہ یروشلم (بیت المقدس) کی طرف تھا جہاں سے آپ سات آسمانوں میں سے گزر کر اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوئے اور اِسی رات مکہ واپس آ گئے۔ سائنس اپنی سرعت کے ساتھ پیش رفتوں اور معجزانہ دریافتوں کے بعد آخر کار ہمیں بتائے گی کہ کائنات کے تمام مظاہر وہ خواہ ہمیں کتنے ہی غیر طبعی معلوم ہوتے ہوں، وہ بھی مسلمہ قائم شدہ اصولوں کے مطابق ہیں بالفاظ دیگر یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور اور نبی کا معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ مکمل سائنسی اصولوں پر رونما ہوا۔ اگرچہ ہم ان اصولوں کے ادراک کا علم نہیں رکھتے۔ تاہم سائنسی اصول اللہ کا دستور ہیں اور

ازل سے ابد تک اِن میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا۔ ہمارے جسم بھی الیکٹرانوں اور پروٹانوں پر مشتمل ہیں اور آج کے سائنس دان کہتے ہیں کہ اگر کوئی جسم روشنی کی رفتار سے سفر کرے تو وہ جسم اپنی اصلی حالت میں نہ رہے گا بلکہ ان ذرات میں منتقل ہو جائے گا زمین پر ابھی کوئی بھی جہاز، راکٹ یا خلائی جہاز روشنی کی رفتار پر سفر نہیں کر سکا۔ شاید آئندہ سائنسدان کوئی ایسا خلائی جہاز بنالیں لیکن مشکل ہے۔ ایک بات اور ذہن میں رکھیے کہ ہم بے جان چیزوں کو ''مردہ'' کہتے ہیں حالانکہ وہ مردہ نہیں ہوتیں اِن میں بے پناہ جمع شدہ توانائی ہوتی ہے اور وہ مسلسل حرکت میں ہیں اور ہماری کائنات تو ان عجائبات سے کہیں زیادہ بھری پڑی ہے جو کبھی کبھار رونما ہوتے ہیں۔ لہٰذا واقعہ معراج قرآن و سائنس دونوں کی روشنی میں برحق اور صداقتِ کلی ہے اور یہ سفر اللہ کی قدرتِ کاملہ کے ساتھ ساتھ سائنسی اصولوں کے مطابق بھی ممکن ہے۔

(جاری ہے)

مصادر و مراجع

1۔ فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، ''کائنات اور اس کا انجام''، فیروز سنز، لاہور،

2۔ ندوی، عبدالباری، مولانا، ''مذہب اور سائنس''، مکتبہ رشیدیہ، لاہور

چلو مت ادھر رُخ ہوا کا جدھر ہو
رہِ حق پہ چلنا ہی پیشِ نظر ہو

نہ جس میں کسی بھی کجی کا خطر ہو
وہی رہ ہے سیدھی اسی پر سفر ہو

تو باطل کو جھٹلا ، رہِ حق کو اپنا
نا رسموں رواجوں کا تجھ پر اثر ہو

اگر حق پہ ہے تو رگِ جاں کٹا دے
شہادت کی چاہت میں ہر پل بسر ہو

تو اک در پہ جھک جا اسی پر جھکا رہ
جھٹک ما سوا کو تو نہ در بدر ہو

تفاخر سے بچ کے تو ہو جا فروتن
شجر ہے خمیدہ کہ جو پر ثمر ہو

کبھی دھوکا کھانا نہ بہروپیوں سے
تو چن لے وہ رہبر جو اہلِ نظر ہو

اویسی لٹا دو رہِ حق میں جاں کو
تو للکار باطل کو سینہ سپر ہو

انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

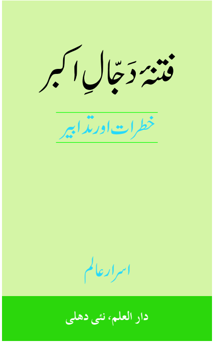

''فتنۂ دجالِ اکبر: خطرات اور تدابیر''

مصنف: اسرار عالم صاحب

تلخیص: عبد اللہ ابراھیم

''فتنۂ دجال اکبر: خطرات اور تدابیر'' جناب اسرار عالم صاحب کی 80 صفحات پر مشتمل مختصر کتاب ہے جو کہ فروری 2002ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اسرار عالم صاحب کا تعلق ہندوستان سے ہے اور وہ علی گڑھ کالج میں اسلامیات کے معلم تھے۔ کچھ عرصے جماعت اسلامی کے انگریزی رسالے 'ریڈینس' سے بھی وابستہ رہے اور وہ ماضی کی تاریخ اور موجودہ منظرنامے پر گہری نظر رکھتے ہیں اور آخری زمانے میں رونما ہونے والے فتنوں اور معرکہ دجال پر بھی ان کو علمی عبور حاصل ہے اور پرانے ماخذ العلوم یعنی قدیم مذہبی کتب کو ان کی ابتدائی زبانوں میں پڑھنے پر قادر ہیں بلکہ کئی پرانی مردہ زبانوں کے عالم ہیں۔ ان معاملات میں ان کا علم سند کی سی حیثیت رکھتا ہے اور ان کی ایک درجن سے زائد تصانیف ہیں۔ ان کے موجودہ حالات گوشہ گمنامی میں ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے بھی اپنے دورۂ بھارت (2004ء) میں ان سے ملاقات کی تھی۔

ان کی مذکورہ کتاب فتنۂ دجالِ اکبر کے بارے میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو ایک عملی منصوبہ بندی (action plan) کی شکل دیتی ہے، اس کتاب کی تقریباً تمام باتیں قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں مگر اختصار کی وجہ سے حوالے نہیں دیے گئے اور اس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

فتنۂ دجال اکبر: خطرات

1۔ فتنۂ دجال اکبر دنیا میں شیطان کا سب سے بڑا اور آخری داؤ ہے۔

2۔ یہ فتنہ آسمان، زمین اور اس کے متعلقات میں اللہ کے جاری اصولوں کو سمجھنے اور اس پر قابض ہو کر اس میں تبدیلی کی کوشش کرنے کا فتنہ ہے۔ یہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا فتنہ ہے۔

3۔ یہ فتنہ دولت کی کثرت اور ارتکاز کا فتنہ ہے۔

4۔ یہ فتنہ جنس، جنسی معاملات اور بے حیائی کی کثرت، دھماکہ خیز پھیلاؤ اور بتدریج قبولیت کا فتنہ ہے۔

5۔ یہ فتنہ ہر چیز کی کثرت اور ضیاع کا فتنہ ہے یعنی کثرت پیداوار، کثرت ترسیل، کثرت استعمال اور کثرت ضیاع ہے۔

6۔ یہ فتنہ دراصل تفریق دین مذہب کا فتنہ ہے اس میں اصل دین اور معروف / رائج مذہب ایک دوسرے سے دور حتیٰ کہ متصادم ہو جائیں گے اور جب کہا جائے گا کہ پانی مت پیو (فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ) تو اس وقت کے مذہبی علماء اس کا مزاق اڑائیں گے۔

7۔ یہ فتنہ کثرتِ خبث (برے) اور طیب کو بھی آلودہ کرنے کا فتنہ ہے۔ خبث تو خبث ہے ہی، اس دور میں طیب میں بھی خبث داخل ہو جائے گا اور پھر بڑھتا جائے گا۔

8۔ جوں جوں یہ فتنہ طاقتور ہوگا، مسلمانوں کو دین سے روکا جائے گا۔ آہستہ آہستہ جہاد، زکوٰۃ، صلوٰۃ حتیٰ کہ ایمان سے بھی روکا جائے گا۔

9۔ فتنہ دجال دھوکے کا عروج ہوگا۔ اس میں جہاں ہلاکت نظر آئے وہی محفوظ رستہ اور جہاں سکون اور سہولت دکھائی دے وہی اس کا داؤ ہوگا۔

10۔ دجال اکبر بطور شخص کے ظاہر ہوتے ہی یہ فتنہ اور لڑائی ایک کائناتی شکل اختیار کر لے گی اور ابھی جو یہ تہذیب بے خدا کائنات کی بات کرتی ہے وہ خدا کے خلاف جنگ کی بات کہنے لگے گی۔

11۔ فتنہ دجال ہدی، سنت رسول اور انسانی خلافت کا خاتمہ اور خدا کے خلاف بغاوت ہے۔

12۔ دنیا میں ملک اللہ (اللہ کی بادشاہت) یا ربانی اتھارٹی قائم کرنا پوری امت پر فرضِ عین ہے اور یہ جدوجہد جاری رہے گی اور جو اس کو قائم کرنے میں کامیاب ہوگا وہ امام مہدی (اہل سنت والجماعت کے مطابق) ہوگا۔

13۔ اللہ کی حکومت قائم کرنے کی بات فتنۂ دجال کا زور بڑھتے بڑھتے مشکل ہو کر حفاظت

بیت اللہ میں بدل جائے گی اور پھر یہ کم ہو کر بحالی بیت اللہ میں بدلے گی اور حفاظت مساجد اللہ اور بحالی مساجد اللہ میں بدل جائے گی۔ اس وقت فتنہ اس قدر شدید ہو گا کہ بحالی مساجد اللہ کی بات کرنا ہی اقامت دین یا ملک اللہ شمار ہو گا۔

14۔ یہ فتنہ پہلے بحیثیت امت ہمیں لپیٹ میں لے گا پھر بحیثیت معاشرہ، پھر بحیثیت ایک تحریک اور بالآخر بحیثیت انسان ہر شخص کو لپیٹ میں لے گا اور نگرانی کر رہا ہو گا۔

15۔ اس فتنہ کے عروج یا دجال اکبر کے ظہور کا وقت خدا ہی بہتر جانتا ہے اور اس میں کئی نسلیں اور صدیاں بھی اور لگ سکتی ہیں۔

فتنۂ دجال اکبر: تدابیر

عمومی اور ہمہ گیر اصول:

1۔ خلافت کے نظام کے بعد تحریکی سطح پر کام کرنا ہی امت مسلمہ کی بلند ترین اور مطلوب سطح ہے اس سے نیچے کسی فقہی، مسلکی یا فرقہ کی سطح پر کام کرنا امت کا مطلوبہ تشخص برقرار نہیں رکھ سکتا۔

2۔ اپنی زندگیوں میں اعمال کو سنت اللہ اور سنت رسول کے دائرے میں رکھنا اور سائنس اور ٹیکنالوجی سے آلودہ عمل کو زندگی سے خارج کرنا ہی اس دور کی ضرورت ہے اور یہ بات زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے ہے اور یہ تصاویر سے لے کر جدید ترین استعمالات سب پر لاگو ہوتی ہے۔

3۔ مسلمانوں کے علمی اثاثوں کو یاد رکھنا یا تحریری شکل میں محفوظ کرنا ضروری ہے اور اسے کسی کمپیوٹر کے اندر (storage device) محفوظ نہ کیا جائے۔

4۔ ہر گھر میں قرآن پڑھا جائے اور اس کے زیادہ سے زیادہ حافظ پیدا کیے جائیں قرآن مجید کے پڑھنے سننے، ترجمہ القرآن کو پڑھنے اور سننے اور تشریح کو پڑھنے اور سننے کو رواج دیا جائے۔

5۔ امت مسلمہ میں ایک سے زائد زبانیں جاننے کی صلاحیت پیدا کی جائے، اس میں مادری زبان کے علاوہ عربی اور قدیم الہامی زبانیں اور جدید دور کی زبانیں بھی شامل ہیں۔

ماحول کا تجزیہ:

1۔ دجالی دور میں خلا یعنی space مسلمانوں کے لیے کافی مخالفانہ ہو گا۔

2۔ ہوا یعنی air space بھی ناخوشگوار بلکہ مخالف ہوگی۔
3۔ سمندر کا علاقہ مسلمانوں کے لیے انتہائی مخالف ہوگا۔
4۔ زمین کا رویہ یوں ہوگا کہ
☆ زرخیز وشاداب میدانی علاقے رفتہ رفتہ مشکل ہو جائیں گے۔
☆ صحرا، پہاڑ اور وادیاں ظہور دجال کے وقت بھی موافق ہوں گے۔
☆ فطری اور خودرو نباتات موافق ہوں گے۔
☆ حلال جانور بالخصوص بکریاں، اونٹ اور گھوڑے موافق رہیں گے۔
☆ زمین پر اور زیر زمین رہائش گاہیں موافق رہیں گی۔
☆ نباتات میں گھاس اور بیلیں بے حد موافق رہیں گی۔
5۔ مسلمان خود کو سخت زندگی کا عادی بنائیں اور تیرنے، گھڑسواری کرنے، پہاڑوں پر چڑھنے اور صحرؤاں اور غاروں میں رہنے کا عادی بنائیں۔

مالی سطح:

1۔ مسلمان خود کو سادگی کی سطح پر رکھیں اور فضول خرچی اور مال جمع کرنے سے گریز کریں۔
2۔ صد فیصد حلال آمدنی کی کوشش کریں اور اس سے استفادہ کو بھی حلال وطیب بنائیں۔
3۔ کوشش کریں کہ لین دین جنس بہ جنس کریں اور کاغذی نوٹوں سے بچیں اور اسی طرح پیچیدہ بنکاری کے طریقوں یعنی چیک، بنک اکاؤنٹ، آن لائن تبادلوں، شیئرز اور دوسرے جدید مالیاتی کاغذات سے بالکل گریز کریں۔
4۔ جمعہ کے دن اذانِ اوّل سے لے کر اختتام جمعہ تک دنیاوی کام بالکل بند کر دیے جائیں اور معاشی معاملات بالکل رک جائیں۔
5۔ دن خدا نے معاش اور رات آرام کے لیے بنائی ہے۔ رات میں دیر تک جاگنے اور کام کرنے اور پھر دن میں سوتے رہنے سے گریز کیا جائے۔
6۔ امت کی سطح پر، معاشرہ کی سطح پر، تحریک کی سطح پر، گھر کی سطح پر اور افرادی سطح پر ہمیں اس مال جمع کرنے کے فتنے سے نکل جانا چاہیے۔

معاشرتی سطح:

1۔ نکاح کی سنت کو عام، آسان اور کم خرچ کیا جائے۔

2۔ بالغ ہوتے ہی بچوں کا نکاح کر دیا جائے۔

2۔ مردوں اور عورتوں کی مکمل علیحدگی اور مخلوط محافل سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

3۔ خواتین کی عصمت وعفت کی حفاظت کی جائے۔ مجبور خواتین کا خیال رکھا جائے۔

4۔ نمود و نمائش پر مبنی محافل اور شادیوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔

5۔ خود کو صرف اسلام سے ثابت شدہ تقریبات میں شرکت تک محدود رکھا جائے۔ پیدائش پر ختنہ وعقیقہ کو بطور محفل عام کیا جائے۔

6۔ زچگی کو گھروں میں ہی کرنے کا رواج ڈالا جائے یا ایسے ہسپتال طے کیے جائیں جہاں یہ معاملات دین اللہ کے مطابق ہوں اور اس کیلئے سیزیرین آپریشن سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔

7۔ اولاد کے حصول کے لیے مصنوعی طریقے بالکل اختیار نہ کئے جائیں۔

8۔ تغییر خلق کے تمام راستے بالکل اختیار نہ کئے جائیں جن میں پلاسٹک سرجری، کلوننگ اور دوسروں کے اعضا لگانا شامل ہے اسی طرح خون دینے اور لگوانے کو ختم یا بالکل محدود کیا جائے۔

9۔ خواتین کو گھریلو ذمہ داریوں تک محدود رکھا جائے اور گھر ان کا دائرہ کار اور تربیت اولاد ہی ان کا بنیادی کام ہو۔

10۔ بالغ ہوتے ہی شادی، مردوں کی ایک سے زیادہ شادیوں، اور بیواؤں کی جلد شادی کو رواج دیا جائے۔

11۔ زوجین کے ساتھ رہنے پر زور دیا جائے اور 4 ماہ سے زیادہ الگ رہنا تو بالکل ممنوع سمجھا جائے۔

12۔ خواتین کو اکیلے سفر سے مکمل طور پر اجتناب کرنے کا کہا جائے۔

13۔ اسی طرح شادی کو معلق رکھنے کی سخت حوصلہ شکنی کی جائے۔

غذائی سطح:

1۔ حلال وطیب اور فطرت سے قریب تر غذائیں استعمال کی جائیں۔

2۔ بغیر مناسب تحقیق کے ادویات استعمال نہ کی جائیں۔

3۔ حرام چیزوں سے اور مصنوعی طور پر حاصل کردہ چیزوں سے اجتناب کیا جائے اور جینیاتی طور پر تبدیل شدہ خوراک (چاہے وہ نباتاتی ہو یا گوشت) سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

4۔ فطری طور پر پکی ہوئی چیزیں سب سے بہتر ہیں۔ تھوڑا بہت پکا لینا بھی ٹھیک ہے مگر پیچیدہ عمل سے پکائی گئی خوراک سے گریز کرنا ضروری ہے۔

5۔ مصنوعی اور کیمیائی طور پر تیار کی گئی غذاؤں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

6۔ پلاسٹک کے برتنوں سے اجتناب کیا جائے۔

7۔ ڈبہ بند غذاؤں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

8۔ حلال جانوروں کی سادہ طریقوں سے افزائش پر دھیان دیا جائے۔

9۔ اپنے علاقوں میں درخت خصوصاً پھل دار درخت لگائے جائیں۔

ملبوساتی سطح:

1۔ کپڑے کم اور سادہ ہوں

2۔ لباس حیواناتی یا نباتاتی اشیاء سے بنائے جائیں

3۔ پلاسٹک سے اخذ کردہ اشیاء سے بنے لباس نہ پہنے جائیں۔ ان میں نائیلون، پولی تھین اور پولی ایسٹر وغیرہ شامل ہیں۔

4۔ لباس میں حفاظت ستر اور زینت کے مقاصد کو پورا کرنے چاہئیں۔

5۔ لباس بالکل سادہ ہوں جیسے احرام، یا ابتدائی طور پر سلے ہوئے ہوں۔ پیچیدہ سلے ہوئے لباس سے اجتناب کیا جائے۔

6۔ زیادہ باریک اور مصنوعی آرام دہ لباس سے اجتناب کیا جائے۔

رہائشی سطح:

1۔ مسلمان بڑے بڑے شہروں میں رہائش کو فوری طور پر ترک کردیں۔

2۔ مسلم آبادیاں چھوٹے شہروں کی سطح پر چلی جائیں۔

3۔ امت رہائش کے لیے شہروں پر قصبوں کو، قصبوں پر گاؤں کو اور گاؤں پر جنگلی رہائش

گاہوں، غاروں اور صحرائی رہائش گاہوں کو ترجیح دے۔

4۔ مسلمان اونچی رہائش گاہوں اور بڑے بڑے رہائشی جھمگٹوں یعنی residential complexes سے فوری طور پر دور ہو جائیں۔

5۔ مسلمان کئی منزلہ رہائش گاہوں سے یک منزلہ رہائشوں کو، یک منزلہ رہائش گاہوں سے نیم پختہ یک منزلہ رہائش گاہوں کو اور اس سے مزید سادہ اور قدرتی رہایش گاہوں کو ترجیح دیں۔

6۔ مسلمان مسجدوں کو سادہ اور حلال آمدنی سے بنائیں اور عالیشان مساجد سے گریز کریں۔

7۔ اسی طرح مسلم درس گاہیں بھی سادہ اور قرآن وسنت کی تعلیم پر مبنی ہوں۔

8۔ اُمت کی آبادی مشرقی طول البلد 140° اور مغربی طول البلد 10° اور عرض البلد 50° شمالی اور عرض البلد ساڑھے 23° جنوبی کے درمیان منظّم طور پر رہائش پذیر ہو۔

9۔ جزیروں میں رہائش سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے۔

10۔ مختلف آبی گزرگاہوں پر مسلمان اپنی گرفت رکھنے کی کوشش کریں۔

11۔ مسلمان برطانیہ، شمالی اور جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، بحرالکاہل اور بحر ہند کے تمام جزائر سے جلد از جلد نقل مکانی کر لیں۔

12۔ معرکہ دجال دراصل معرکہ قتل عظیم ہے لہٰذا رہائشگاہیں ایسی ہوں جہاں قتل عظیم یعنی Megadeath سے بچا جا سکے اور ناگزیر قتل عظیم کی صورت میں بے بسی کی موت کی بجائے اسے پسند کردہ شہادت میں تبدیل کیا جا سکے۔

سفری اور ترسیلی سطح:

1۔ فتنۂ دجال کا تعلق براہ راست بحر سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا سمندروں سے اور اس کے اسفار سے گریز کیا جائے۔

2۔ مسلمان فضائی سواریوں پر زیادہ انحصار نہ کریں کیونکہ اس میں ان کی مدافعت کمزور ہو جائے گی۔

3۔ برّی یعنی خشکی کے سفر پر انحصار کیا جائے اور اس میں بھی کمپیوٹرائزڈ (computerized) گاڑی پر میکانکی (mechanical) گاڑی کو، اور میکانکی پر حیوانی

گاڑیوں کواور حیوانی گاڑیوں پر حیوانوں اور پیدل سفر کو ترجیح دیں۔

4۔ جانوروں کی سواری کا عادی بنا جائے۔

5۔ ذرائع نقل وحمل کے لیے بھی جانوروں کی گاڑی کو میکانکی گاڑی پر اور میکانکی گاڑی کو کمپیوٹرائزڈ گاڑی پر فوقیت دی جائے۔

6۔ مسلم علاقوں میں جانوروں کی افزائش پر فی الفور دھیان دیا جائے ان میں گھوڑے اور اونٹ نقل وحمل کے اعتبار سے بہت ضروری ہیں۔

مشاہداتی اور معاملات کو سمجھنے کی سطح:

فتنۂ دجال اکبر اور ظہورِ دجال اکبر ایک ایسا معرکہ ہوگا جہاں فریب اور دھوکا اپنے عروج پر ہوگا اور یہ فریب کا فتنہ ہے۔ دجال اکبر ایک فریب ہوگا اور وہ عام لوگوں کو نجات دہندہ نظر آئے گا اور حضور ﷺ کے مطابق وہ ایک ''فریبی نجات دہندہ'' ہوگا۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ وہ دجال ہے بلکہ کہے گا کہ وہ تو مسیحا ہے اور حلیہ بھی حضرت مسیح یا ایک مسیحا کی طرح بنائے گا۔

کفار کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد جو کہ نفاق کے خیمے میں داخل ہو چکی ہوگی اس کے پیچھے چل پڑے گی۔ اس وقت جو اس کو اس کی ظاہری خوش شکلی اور خوش نما سیرت کے باوجود پہچاننے میں کامیاب ہوگا وہ سچا ایمان والا ہوگا۔

وہ مسیح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح خوش شکل، بااخلاق، نرم بردبار بنتا پھرے گا اور قدم بقدم کرامتیں دکھا رہا ہوگا۔ بس کمی یہ رہ جائے گی کہ وہ کانا ہوگا یا ایک آنکھ غیر معمولی کر بیٹھے گا۔

وہ ظاہر ہونے کے لیے بھی فریب کا سہارا لے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے کسی اچھے شخص کو بدنام کر کے خود کو نجات دہندہ کے طور پر دکھائے یا پہلے واقعی کوئی ظالم شخص کھڑا کر دے اور پھر اس کا خاتمہ کر کے خود ہیرو بن جائے اور لوگ اس کو مسیح یا نجات دہندہ مان لیں۔

فتنۂ دجال دنیا کا عظیم ترین فتنہ ہے اور صورتحال مشکل ہوتے ہوتے شدید سے شدید تر اور پھر ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ اللہ اس سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور بچاؤ کے لیے قرآنی و نبوی حکمت عملی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئین پاکستان سے کھلواڑ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ!

ابوفیصل محمد منظور انور

پاک و ہند کے مسلمانوں کو انگریز اور ہندوؤں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے لاکھوں جانوں کے نذرانے دینے کے ساتھ ساتھ لاکھوں پاک باز بہو بیٹیوں کی عصمتوں کی قربانیاں بھی دینا پڑیں جبکہ مالی قربانیوں بارے تو ان سے پوچھیں جو لاکھوں مہاجرین اپنے گھر بار مال متاع چھوڑ کر صرف اپنی جانیں بچا کر پاک وطن آئے۔ یہ سب کچھ فقط ایک نعرے کلمہ توحید کی بنیاد پر ہوا تھا۔ 'پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' ہر شخص کی زبان پر تھا۔ گویا کلمہ طیبہ اور دین اسلام سے والہانہ محبت ہی پاکستان کی بنیاد تھا۔ مسلمانوں نے 1946ء میں ووٹ کی طاقت سے ایک علیحدہ وطن کا خاکہ تعمیر کیا تھا جہاں وہ دین اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق اپنی زندگیاں گزاریں گے مگر افسوس صد افسوس کہ نیا ملک بنے 75 برس ہو چکے ہیں مگر اہل وطن کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اسلام کے حوالوں سے آزادئ وطن کے پہلے چار سال ٹھیک اور اچھے رہے کیونکہ آزادی کے آغاز سے ہی 1951ء میں آئین ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد کی منظوری دے کر ایک تاریخ رقم کر ڈالی جس میں مختلف دینی جماعتوں کے اکتیس علماء کرام نے باہمی اعتماد اور اتفاق کے ساتھ متفقہ طور پر بائیس نکاتی دستاویز پر دستخط کر کے فرقہ واریت کا شور مچانے والے عناصر کا منہ بند کر دیا اور ان کو دندان شکن جواب دے کر ملّی یکجہتی کا پیغام دیا جو اسلامی جمہوریہ

پاکستان کے آئین میں بنیادی اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر جمہوری طرزِ حکومت کے حوالے سے شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم نے مستحکم حکومت قائم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے۔ حالانکہ تقسیم ہند کے بعد نوزائیدہ مملکت میں مہاجرین کی آبادکاری اور وسائل کی کمیابی ایسے سنگین مسائل درپیش تھے اور اسلام دشمن مکار وعیار بھارتی حکومت نے پاکستان کے حصے کے جائز اثاثے بھی دینے سے انکار کر رکھا تھا پھر بھی متوازن بجٹ منظور کیا گیا۔ کوئی بیرونی قرض نہ تھا اور معاملات اپنے وسائل کے اندر چل رہے تھے۔ پھر اچانک اس مملکت خداداد کو نظر لگ گئی یا پھر کسی آسیب کا سایہ لگ گیا اور قائد ملت لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا اور پھر اسلام اور جمہوریت دونوں میں پیش رفت ہونے کی بجائے پاکستان ترقی معکوس کی راہ پر چل پڑا۔ بدقسمت پاکستانی عوام کی کشتی اس بھنور میں ایسی پھنسی کہ آج 75 برس ہونے پر بھی ڈانواں ڈول ہے اور بظاہر اس کشتی کے ڈوبنے کے اشارے مل رہے ہیں۔ اللہ نہ کرے ایسا ہو۔ دین اسلام بحیثیت نظام نافذ نہ ہوسکا البتہ اسلامی جمہوریہ پاکستان نام دے کر عام مسلمانوں کو مطمئن کر دیا گیا۔ نفاذِ اسلام کے وعدے سے دانستہ طور پر انحراف کا یہ نتیجہ نکلا کہ ایک اسلامی فلاحی ریاست بننے کی بجائے یہ محض مسلمانوں کا ایک ملک بن گیا۔ اس طرح دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں مذہب کارڈ کا ریاستی معاملات میں دخل بند کر دیا گیا۔ انفرادی طور پر نمازیں پڑھیں روزے رکھیں زکوٰۃ بھی دیں مگر اجتماعی سطح پر حکومت سے اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے خاموشی اختیار کریں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے مغرب کے جمہوری معاشروں نے نظامِ حکومت میں کلیسا کی مداخلت بین کر دی ہے اور مکمل سیکولرازم کا نظام اپنایا ہے۔ 1951ء سے 1958ء تک لولی لنگڑی جمہوریت کا نظام چلتا رہا۔ اگرچہ چوہدری محمد علی 1956ء کا آئین بنانے میں کامیاب ہوگئے تھے اور ملک میں ایک صحیح جمہوری نظام کے نفاذ کا راستہ ہموار ہوگیا تھا مگر ایک طالع آزما ڈکٹیٹر جنرل محمد ایوب خان نے بزورِ شمشیر اقتدار پر قبضہ کر کے جمہوریت کا گلا دبا دیا اور دس سال تک اقتدار پر قابض رہا اور ایک زوردار احتجاجی تحریک کے نتیجے میں رخصت ہوا۔ 1970ء کے الیکشن کے نتیجے میں فوجی مداخلت ہوئی اقتدار منتخب اکثریتی پارٹی کو دینے سے انحراف کیا گیا جس سے سقوطِ مشرقی پاکستان کا سانحہ پیش آیا۔ 90 ہزار فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پڑے جو پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔

پھر ملک کو 1973ء کے متفقہ آئین دینے والی پارٹی کی حکومت کو بھی ایک جرنیل ضیاء الحق نے اپنے بوٹوں تلے روند ڈالا اور گیارہ سال اقتدار میں رہا تاوقتیکہ ایک فضائی حادثے میں اپنے ساتھیوں سمیت جان بحق ہو گیا۔ وقفے وقفے سے عوامی منتخب نمائندے حکومتیں بناتے رہے مگر کوئی مثالی کارکردگی دکھانے والی حکومت سامنے نہ آسکی البتہ سیاسی قائدین قومی وسائل لوٹتے رہے ایک دوسرے سے اُلجھتے اور ایک دوسرے پر تنقید اور کردارکشی کرنے کی روش پر گامزن رہے۔ پھر اکتوبر 1999ء میں ایک اور جرنیل پرویز مشرف نے منتخب حکومت کو چلتا کیا اور مارشل لا لگا کر اقتدار پر قابض ہو گیا۔ جس کے دورِ حکومت میں ملک دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کا حصہ بنا وہ کئی سال تک اقتدار پر قابض رہا۔ تاوقتیکہ اس کے خلاف تحریک چلی اور اسے اقتدار چھوڑنا پڑا۔ آزادی حاصل ہونے سے لیکر آج تک متعدد بار جمہوری نظام کا راستہ روک کر عوامی مینڈیٹ کی توہین کر کے شخصی حکمرانی (آمریت) کو رواج دیا گیا یا پھر اسٹیبلشمنٹ کی نرسری میں ایسے پودے لگائے گئے جو بظاہر عوام کے نمائندے نظر آتے تھے مگر ان کی ڈوریاں کسی اور کے ہاتھ میں رہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو، محمد خان جونیجو، میاں نواز شریف تو اپنی نرسری کے لگائے ہوئے پودے تھے مگر مقتدر اعلیٰ شخصیات نے اپنے ذاتی مفادات سے ٹکراؤ کی بنا پر انھیں بھی فارغ کیا تھا۔ ماضی سے سبق سیکھنے کی بجائے ایک بار پھر سے مارچ 2022ء میں ممبران اسمبلی کی وفاداریاں تبدیل کروائی گئیں اور من مرضی کے ایسے افراد کو جن پر اربوں کھربوں کی کرپشن ثابت ہو چکی تھی اور کئی ایک کو سزائیں بھی ہو چکی تھیں کو چن چن کر مسند اقتدار پر بٹھایا گیا اور ایسے کٹھ پتلی حکمران مسلط کیے گئے جس کی کابینہ میں اکثر وزیر و مشیر کرپشن کے الزامات پر عدالتوں کو مطلوب ہیں۔

ایوان کے کل 342 ممبران میں سے آدھے ممبران مستعفی ہو چکے باقی آدھے ممبران پر مشتمل قومی اسمبلی ملکی مفاد کی بجائے من مرضی کی قانون سازی کر کے جمہوریت کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ موجودہ حکومت میں شامل پارٹیوں کے رہنماؤں نے اقتدار میں آکر سب سے پہلے اپنے خلاف نیب میں کیسز کو ختم کروانے کے لیے قانون سازی کی اور ایک اطلاع کے مطابق گیارہ سو ارب روپے کے کرپشن کے کیسز ختم کروا لیے ہیں۔ پارلیمان میں موجود تیرہ جماعتی اتحادی

حکومت کے رہنماؤں نے اعلیٰ عدلیہ کے اندرونی معاملات رولز آف بزنس میں مداخلت کرتے ہوئے ان کے اختیارات میں کمی کرنے کے لیے قانون سازی کر کے اور قراردادیں منظور کر کے اعلیٰ عدلیہ کے ججز کی تضحیک کی گئی ہے۔ سپریم کورٹ کے سامنے احتجاج اور ججز کو دھمکیاں اور ان کے خلاف انتہائی حد تک جانے کے بیانات کسی طور بھی قابل تحسین اقدام نہیں ہے۔ اس سے ملک میں عدالتی اداروں پر عدمِ اعتماد کی فضا بنائی جا رہی ہے۔ اعلیٰ عدلیہ جیسے ادارے کو جو کسی بھی تنازع کو حل کرنے اور اس پر حتمی فیصلہ دینے کا مجاز اور آخری سہارا ہے اس کو بھی بے توقیر کرنے کے لیے متنازعہ بنایا جا رہا ہے۔ ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے کی سازش ہو رہی ہے جس سے ملّی یکجہتی اور ریاست کی سالمیت کو شدید ترین خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔

بربادِ گلستاں کرنے کو بس ایک ہی اُلو کافی تھا ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہوگا

لگتا ہے ملک میں کوئی قانون ہی نہیں ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیاسی کارکنان مرد و خواتین کو اٹھایا جا رہا ہے۔ جس سے معاشرے میں نفرت کی فضا ہموار ہو رہی ہے اور عالمی سطح پر ملک کی بدنامی ہو رہی ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی پارلیمنٹس کے اراکین کی طرف سے مذمتی بیان دیے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال ملک کے لیے انتہائی حد تک خطرناک ہے۔ حکمرانوں کی نااہلی اور غلط پالیسیوں کے باعث ملکی معیشت کا بھٹہ بیٹھ چکا ہے ملک پر اربوں کھربوں کا قرض ہے ڈالر کی اونچی اڑان نے ملک کو قرض کے مزید بوجھ تلے دبا کر دیوالیہ کرنے کے قریب تر کر دیا ہے۔ ہوش ربا مہنگائی کے باعث عوام کی حالت غیر ہو چکی ہے بدامنی کا راج ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی مخدوش صورت حال ہے۔ اگر اس وقت بھی کوئی راست اقدام نہ اُٹھایا گیا تو خدانخواستہ ملک تباہ ہو جائے گا۔ 1971ء کی تاریخ نہ دہرائی جائے۔ کیونکہ اس وقت بھی اقتدار اعلیٰ منتخب عوامی نمائندوں کے حوالے کرنے کی بجائے من مرضی کے فیصلے کیے گئے تھے اور ملک دولخت ہو گیا تھا۔ اگر ماضی میں آئین سے کھلواڑ کرنے اور آئین توڑنے والے عناصر کے خلاف مؤثر کارروائی کی جاتی تو شاید صورت حال اب بدل چکی ہوتی مگر ایسا نہ ہونے سے آئین سے کھلواڑ کرنے والوں کے حوصلے بلند ہوئے اور وہ بدستور آئین توڑنے پر بضد ہیں۔ مسئلہ وہاں سے شروع ہوتا ہے جب نا اہل لوگ اعلیٰ عہدوں تک پہنچتے ہیں۔ ہمارے تمام شعبوں اور

اداروں میں اہلیت، عدل اور انصاف کی کمی ہے۔

ریاست کے تین ستون اپنی حدود میں رہ کر اپنے فرائض سر انجام دینے کے پابند ہیں مگر یہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نافذ ہے۔ سیاسی مخالفین کے خلاف الزامات، مقدمات اور پکڑ دھکڑ کے باعث سیاسی جماعتوں کے باہمی تعلقات و اعتماد میں اور زیادہ فاصلے اور بگاڑ پیدا ہو چکا ہے جو ملک و قوم کے لیے کسی طور بھی نیک شگون نہیں ہے۔ موجودہ حالات میں کچھ سیاسی جماعتوں کے رہنما جو عوام میں انتہائی حد تک غیر مقبول ہو چکے ہیں کی طرف سے اپنی سیاسی بقا کے لیے ٹکراؤ کی سیاست کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

تادمِ تحریر ملک کی سیاسی پارٹیوں کے درمیان مصالحت اور اصلاح احوال بارے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کی خیر کرے اور ہمارے زعماء کو زمینی حقائق سمجھ کر فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ عوام موجودہ ہیجانی کیفیت سے نکل سکیں۔ وقت تیزی سے بدل رہا ہے۔ اب تو عالمی سطح پر بھی سوشل میڈیا سے کوئی بھی چیز چھپائی نہیں جا سکتی اور عوام پر حقیقت واضح ہو کر رہتی ہے عوام کی اکثریت موجودہ ظالمانہ نظام کے چہروں سے تنگ ہیں اور تبدیلی چاہتے ہیں۔ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کی خواہش رکھتے ہیں مگر موجودہ زنگ آلودہ نظام کو جوں کا توں رکھنے کی خواہش رکھنے والے عناصر کے ذاتی مفادات کو خطرات لاحق ہیں اس لیے وہ نظام کی تبدیلی کی مزاحمت کرنے میں لگے ہیں۔ سیاسی قائدین اپنی روش بدلیں مختلف سیاسی پارٹیوں کے زعماء زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اپنی حیثیت اور اوقات کو مدِ نظر رکھ کر اپنے اور ملک اور قوم کے مفاد میں صحیح اور بروقت اقدامات کریں۔

ے وطن کو نہیں کچھ خطرہ، نظام زر ہے خطرے میں
حقیقت میں جو رہزن ہے، وہی رہبر ہے خطرے میں
جو بیٹھا ہے صف ماتم بچھائے مرگ ظلمت پر
وہ نوحہ گر ہے خطرے میں، وہ دانشور ہے خطرے میں

تبصرہ و تعارف کتب

1 ریاست مدینہ کی روشنی میں جدید اسلامی فلاحی ریاست

تالیف: ڈاکٹر طالب حسین سیال

ناشر: انجم پبلشرز، کمال آباد-3، راولپنڈی

دنیا کے کسی خطے میں رہنے والا ہر معقول انسان یہی خواہش رکھتا ہے کہ ریاست ایسی ہونی چاہیے جہاں عدل وانصاف ہو، امن وسکون ہو، ہر انسان کی عزت وآبرو کی حفاظت ہو، جان و مال محفوظ ہو، معاشرت میں خیر خواہی ہو اور یتیموں، بیواؤں، محتاجوں اور ضرورتمندوں کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچائے بغیر ان کی سرپرستی ہو، حصولِ معاش میں سہولتیں ہوں، اپنا حق وصول کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو، کسی مصیبت یا بیماری کے پیش آنے پر اس کا مداوا آسانی سے ہو جائے اور جہاں روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور علاج معالجہ ہر شہری کو بلا لحاظ رنگ، نسل، زبان، علاقہ اور مذہب، اس کی دہلیز پر میسر ہو۔ دنیا نے ایسی خوشگوار ریاست کا ایک نمونہ خلافت راشدہ کے دور میں دیکھا تھا، جبکہ 'اسلامی فلاحی ریاست' قائم تھی جسے ہم 'ریاستِ مدینہ' کا نام دیتے ہیں۔

زیر نظر کتاب کے مؤلف محترم ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب نے موجودہ مایوس کن حالات میں ـــــ دُکھی انسانیت، مظلوم عوام اور عالمی کارپوریٹ کلچر کے ستائے ہوئے انسانوں کے دُکھوں کا مداوا کرنے اور ان کو ذہنی کرب سے نجات دلانے کے لیے ـــــ امید کی ایک کرن دکھائی ہے کہ موجودہ دور میں بھی ریاست مدینہ کی روشنی میں جدید اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہے۔ انھوں نے اوّلاً کتاب کے مقدمہ میں 1960ء سے تا دمِ تحریر، مملکت خداداد پاکستان میں

ہونے والی تبدیلیوں کا مختصر اور جامع تذکرہ کیا اور اخلاقی، معاشرتی اور معاشی انحطاط کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اس ریاست کو مستقبل میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے کرنے کے کچھ اہم کاموں کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر کتاب کے مشمولات کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے: باب اوّل: ریاست مدینہ۔ باب دوم: جدید اسلامی فلاحی ریاست۔ باب سوم: قیادت (لیڈرشپ)۔ باب چہارم: مناصب اور قومی املاک۔

مؤلف لکھتے ہیں: ''اُمت مسلمہ میں پہلا مرحلہ فکری تبدیلی کا ہے جس سے علمی و سائنسی نشاۃ ہوگی، اس کے بعد حقیقی سیاسی آزادی اور عالم گیر سطح پر مسلمانوں کے غلبہ کا مرحلہ آئے گا'' (صفحہ ۴۴)۔ یہ بات بالکل بجا ہے کہ جب تک فکر اور سوچ میں تغیر نہیں ہوگا اس وقت تک حالات بھی نہیں بدل سکتے۔ اور سوچ کو بدلنے کے لیے دیگر اہل قلم حضرات کو بھی انھی کی طرح اس اہم موضوع (جدید اسلامی فلاحی ریاست) پر قلم اٹھانا چاہیے اور پہلے اس مملکت میں اور پھر عالمی سطح پر اسلامی فلاحی انقلاب کے لیے حالات کو سازگار بنانے کے لیے ایسے مضامین، ناول، کالم، آرٹیکل اور تحریریں شائع کرنی چاہئیں جو اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن، اسلامی اخلاق، خداشناسی، وحی شناسی اور اسلامی تعلیمات کے حصول کا ماحول پیدا کردیں۔ یہ عصر حاضر کے گزرتے ایام میں حضرت محمد ﷺ سے 'وفاداری' کا تقاضا بھی ہے۔ اور اس کتاب کے مطالعہ سے مولف کے دل میں جو آپ ﷺ سے محبت اور وفاداری کا جذبہ ہے وہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

اس کتاب کا مطالعہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور دین حق کے غلبہ کی آرزو رکھنے والے ہر مسلمان کے دل کو خوش کردے گا۔ یہ کتاب ہر لائبریری اور کتب خانہ میں دستیاب ہونی چاہیے۔ (224 صفحات، قیمت: 750 روپے)

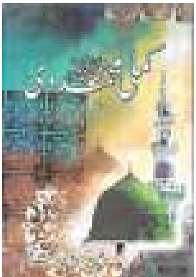

ممتاز شاعر و ادیب، ماہر تعلیم، ماہر اقبالیات، ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم صاحب کی حال ہی میں مزید علمی و ادبی کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ حالات کی چیرہ دستی کے باوجود ڈاکٹر تبسم نے محنت جاری رکھی اور تصنیف و تالیف کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ ان کی ان نئی کتابوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1۔ کملی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دی۔ جون 2022ء، صفحات: 192، قیمت 700 روپے

2۔ جمالِ کتب۔ جولائی 2022ء، صفحات: 192، قیمت: 800 روپے

3۔ گنجینۂ کتب۔ جولائی 2022ء، صفحات: 194، قیمت: 800 روپے

4۔ کمالِ کتب۔ اگست 2022ء، صفحات: 192، قیمت: 800 روپے

5۔ اقلیمِ اقبال۔ اگست 2022ء، صفحات: 168، قیمت: 800 روپے

6۔ متاعِ کتب۔ نومبر 2022ء، صفحات: 208، قیمت: 800 روپے

7۔ نورِ کتب۔ دسمبر 2022ء، صفحات: 184، قیمت: 800 روپے

علاوہ ازیں ممتاز عارف صاحب نے ''ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی ڈاکٹر وزیر آغا شناسی'' کے عنوان سے 184 صفحات کی کتاب بھی شائع کی ہے۔

یہ تمام کتب مثال پبلشرز، فیصل آباد نے شائع کی ہیں۔ ان کتابوں کی اشاعت سے ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی علمی و ادبی کتب کی تعداد 143 ہو چکی ہیں۔ 27 نصابی کتب کے بعد مجموعی کتب کی تعداد ہوگئی ہے۔ علمی و ادبی حلقوں نے ان کتب کی اشاعت پر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کو مبارک باد دی ہے۔

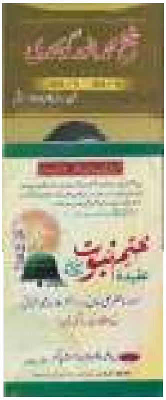

مزید براں ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم صاحب نے 20 صفحات کا ایک کتابچہ بعنوان ''عقیدۂ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا ظفر علی خان اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار کی روشنی میں'' اور دوسرا کتابچہ بعنوان ''شیخ محمد انور گوئندی'' بھی شائع کیا ہے۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراہیم

1 پاکستان میں مخدوش تر سیاسی صورتحال

پاکستان میں سیاسی صورتحال کی گراوٹ بڑھتی جارہی ہے اور سیاسی جماعتیں اور مقتدرہ قوتوں آپس میں بھی اور ایک دوسرے سے بھی دست و گریباں ہیں۔ عدلیہ کا زور اس پر تھا کہ 14 مئی کو الیکشن پنجاب میں کروا دیے جائیں جو کہ موجودہ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کا ایک حصہ نہیں چاہتا تھا۔ 9 مئی کو عمران خان کو گرفتار کیا گیا اور اس کے خلاف پی ٹی آئی کے مظاہرے، فوج کے خلاف مظاہروں اور توڑ پھوڑ کی طرف چلے گئے۔ اگرچہ عمران خان کو جلد ہی رہا کر دیا گیا مگر ان مظاہروں کی بنیاد پر کافی گرفتاریاں ہوئی ہیں اور عمران خان کو کافی پیچھے دھکیل دیا گیا ہے۔ پی ڈی ایم کی اپنے ایک سالہ دور کی یہی کامیابی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سپہ سالار کی تعیناتی میں کامیاب ہوگئی۔ انتخابات کا جلد ہونا غیر واضح ہے اور ڈر ہے کہ عمران خان کو الطاف حسین کی طرح غیر متعلق نہ بنا دیا جائے۔ تاہم عدلیہ میں عمران خان کی طرف مبینہ جھکاؤ ان کے لئے امید کی کرن ہوگا۔

2 پاکستان کی کمزور تر معاشی صورتحال

پاکستان کی معاشی صورتحال ایسی ہوگئی ہے کہ امید کی کرنیں بھی نظر نہیں آ رہی۔ امریکی اہلکار عمران خان کی حمایت میں بیان دے رہے ہیں۔ آئی ایم ایف کی ڈیل کے امکانات ختم ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ڈر پیدا ہو رہا ہے کہ روپیہ جون میں مزید قدر کھو سکتا ہے اور مہنگائی جو پہلے ہی زیادہ ہے اس کی ایک نئی اور بڑی لہر آ سکتی ہے۔

3 ترکی میں عام انتخابات اور طیب اردگان کی ابتدائی کامیابی

14 مئی کو ترکی میں عام انتخابات ہوئے جن میں سب سے نمایاں معاملہ صدارتی انتخابات کا تھا۔ موجودہ صدر طیب اردگان جو کہ 20 سال سے ترکی کو چلا رہے ہیں اس انتخاب میں بھی حصہ لے رہے تھے اردگان 2003 سے 2014 بطور وزیر اعظم اور 2014 سے تا حال بطور صدر ترکی کی سربراہی کر رہے ہیں۔ اور وہاں 2014 سے صدارتی نظام چل رہا ہے۔

اپوزیشن کے اتحاد نے بھرپور کوشش کی مگر طیب اردگان 49 فیصد سے زائد ووٹ لے کر سب سے نمایاں رہے۔ اپوزیشن امید کر رہی تھی کہ جن علاقوں میں زلزلہ آیا ہے وہاں ان کی حمایت کم ہوگی مگر ایسا نہیں ہوا۔ اب چونکہ کسی نے بھی 50 فیصد ووٹ نہیں لیے تو 28 مئی کو دو سب سے زیادہ ووٹ لینے والوں میں دوبارہ الیکشن ہے تاہم تیسرے نمبر پر آنے والے امیدوار جس نے 5 فیصد ووٹ لئے تھے۔ طیب اردگان کی حمایت کر دی ہے۔ لہٰذا غالب گمان ہے کہ طیب اردگان جیت جائیں گے اور پالیسیوں کا تسلسل رہے گا۔

4 بھارت میں کرناٹکا کے صوبائی انتخابات میں بی جے پی کو شکست

13 مئی کو بھارت کی ریاست کرناٹکا میں صوبائی انتخابات ہوئے۔ آئی ٹی کے لئے مشہور شہر بنگلور اسی میں واقع ہے۔ ان انتخابات میں کانگریس سادہ اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی اور عرصے بعد حکمران اتحاد بی جے پی کو شکست ہوئی۔

بی جے پی ایک لمبے عرصے سے بھارت پر حکمرانی کر رہی ہے اور اس کی ہندوتوا اور مسلم دشمن پالیسیوں نے مسلمانوں کی زندگی مشکل کی ہوئی ہے۔ اس کے مقابلے میں کانگریس (جو کہ سیکولرازم کی داعی ہے) کا جیتنا ایک مثبت علامت ہے اور آئندہ انتخابات میں بھی امید کی کرن ہے کہ وہاں پر ایسی حکومت آئے جو کہ مسلمانوں کے لئے زندگی تنگ نہ کرے۔

5 پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف فیصلہ

19 مئی کو پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے متنازعہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کی تین دفعات کو اسلام کے خلاف قرار دیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ جنس کا انتخاب کسی کا حق نہیں اور

نہ اس کے جذبات پر منحصر ہے بلکہ اس کا فیصلہ اس کے جسمانی اعضا اور اس کی حیاتیاتی ساخت کی بنیاد پر ہوگا۔ اسلامی تعلیمات حیاتیاتی ساخت کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ قرار دیتی ہیں اور کسی ضروری بہتری کے لئے تو تغیر کی اجازت دیتی ہے مگر من چاہی تبدیلیوں کے خلاف ہے۔ یہ فیصلہ ایک اچھا فیصلہ ہے تاہم اس کے حمایتیوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ شریعت کورٹ کا فیصلہ برقرار رہے اور اس معاملہ میں دجالی تہذیب ہمارے معاشرتی احکامات کو نہ بگاڑے۔

6 اسرائیل کے غزہ میں حملے

8 مئی کو اسرائیل نے غزہ پر فضائی حملہ کیا اور 13 افراد شہید ہو گئے جن میں فلسطین اسلامک جہاد کے تین کمانڈر بھی شامل تھے ادھر نبلس پر بھی اسرائیل نے حملہ کیا اور 143 لوگ زخمی ہوئے۔ اسرائیل اپنی توسیعات اور نئی بستیوں کی تعمیر کو جاری رکھے ہوئے ہے اور جب اس کے خلاف مزاحمت کی جائے تو وہ مسلمانوں کے علاقے جو کہ عملی طور پر محصور ہیں پر حملے اور بمباری کر دیتا ہے۔ اگرچہ قطر، مصر اور اقوام متحدہ نے ان میں جنگ بندی کروادی ہے تاہم اب اس طرح کے معاملات معمول بن گئے ہیں اور مزاحمت کرنے والے فلسطینی سلام کے مستحق ہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے جانیں لگا اور کھپا رہے ہیں۔ اگر مسلمان ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں تو اس نئی پوزیشن پر لڑائی شروع ہو جائے گی کیونکہ باطل مسلمانوں کو ختم کئے بغیر یا دین سے ہٹائے بغیر راضی نہیں ہوگا۔

7 افغانستان کی تازہ صورتحال

22 مئی کو افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی نے کہا کہ ایران پانی کے معاملے کو سیاسی نہ بنائے اور اس کو افہام و تفہیم سے حل کیا جائے۔ یاد رہے کہ دریائے ہلمند کے پانی کی تقسیم پر ایران اور افغانستان میں اختلافات چل رہے ہیں۔ ☆ 21 مئی کو ایک افغان ہیلی کاپٹر گرنے سے دو پائلٹ ہلاک ہوگئے۔ ☆ مئی کے شروع میں افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی نے پاکستان کا 4 روزہ دورہ کیا۔ اس کی اجازت اقوام متحدہ نے خصوصی طور پر دی تھی اس دوران انہوں نے افغانستان پاکستان اور چین کے سہ فریقی مذاکرات میں بھی شرکت کی جس میں کئی معاملات پر اتفاق رائے ہوا۔ انہوں نے پاکستان کے سیاسی اور مذہبی شخصیات سے بھی ملاقات کی۔

we should build up so that we remain patient.

1. **Perseverance:** This particular aspect relates to the art of to staying composed, dealing with pain in a composed manner and being in our senses in the times of hardships.

2. **Endurance:** It refers to building strength and stamina to deal with the hardships.

3. **Forbearance:** It means to be patient and having self control.

We have to learn how to be patient during hardships and trials and according to the Prophet Muhammad (S.A.W) Sabr is always done in the beginning of the hardship. (Sahi Bukhari)

Sabr and its Components:

1. **Worshipping Allah:** Sabr is vital for many obligatory acts of Worships such as praying consistently, its not easy sacrificing any we love such as sleep to fulfill the moral obligation of prayer, it requires loads of Sabr. Similarly it is also vital for Fasting and giving charity.

2. **Avoiding Sins:** In order to stay away from sins we have to be patient. Stop listening to music, our favorite TV shows, the way we dress up etc requires tons of patient.

3. **Sabr on Takdeer:** One must be patient and bow down to Allah's decisions. Allah holds the future before his hands and we have to be patient if something doesn't goes our way. We have to be patient on calamities and sudden hardship that befall us.

Sabr is not easy, it drains you mentally and physically. It leaves you on the edge, that's why the reward for Sabr is so high Allah says: "I Am with the patient".

Allah is with you even if nobody else is. This should be enough to keep you going.

SABR

Amatullah Hadia

Sabr is understood to mean patience in common or easy words but it is more than that. **Sabr is the best quality a Muslim can possess**. It is the quality that is mentioned in the Quran 91 times directly. It is not just waiting for the hardships to pass in fact it is waiting for them to pass with a good and positive attitude.

Sabr is when your heart burns but you remain silent. Sabar is patience within you that allows you to trust Allah's plan. Sabr means to fall or bow down in front of Allah in the harder times with no complaints or **"Shikwah".**

If we take a peek into the Holy Quran we will find that through the story of every Prophet (A.S) we learn the importance of Sabr. Allah mentioned 15 Prophets (A.S) in this surah, and they are, Idris, Nuh, Lut, Ibrahim, Ismail, Ishaq, Yaqub, Ayyub, Dhulkifl, Musa, Harun, Dawud, Sulayman, Zakariya, Yahya (A.S). They were all tested by their health, offspring, wives, father etc but there was one quality that was shared by all the Prophets (A.S) and that was they stayed patient even when they were going through major trials and the result was that Allah listened and answered their Duas.

There are some concepts that we gain during Sabr or

ان شاءاللہ

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوۡر

25 روزہ قرآن فہمی کورس

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

اس کورس میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا منتخب نصاب، تاریخ اسلام، بنیادی عربی گرائمر اور کلامِ اقبال پڑھایا جاتا ہے۔ یہ کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں وقتاً فوقتاً جزوقتی اور کل وقتی منعقد ہوتا ہے اور اب تک الحمدللہ 70 کورس منعقد ہوچکے ہیں۔

03 جولائی 2023ء بروز پیر سے کل وقتی کورس کا آغاز ہوگا
جس میں ملک بھر کے تمام شہروں سے لوگ شریک ہوسکتے ہیں

اس کورس میں شرکاء کے لیے قیام وطعام کا انتظام بھی ہوگا۔
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کروائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181

فرمودۂ اقبال

عہدِ نو برق ہے، آتش زن ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
اس نئی آگ کا اَقوامِ کہن ایندھن ہے
ملتِ ختمِ رُسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے
آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

جوابِ شکوہ

فرمانِ نبوی

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

عشرۂ ذوالحجہ کے روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِى الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَ قِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں ہیں ایسے کوئی دن جن میں اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کیا جانا ذوالحجہ کے (پہلے) دس دنوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں سے (دس ذوالحجہ کے علاوہ) ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور ان میں سے ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔“

رواہ الترمذی

Vol 17 CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
JUNE 2023 No 06

فکرِ فاروقیؒ

..........تاہم اس ملک کی جو کیفیت ہم مسلمانانِ پاکستان نے بنا رکھی ہے وہ اپنی جگہ 'عجوبہ' ہی نہیں، اہل فکر و نظر کے لیے حیرانی و پریشانی کا باعث ہے۔ خواص و عوام ایک گونہ پریشانی اور غیر یقینی مستقبل کے خوف کا شکار ہیں۔ مستقبل کے خطرات واقعی اور حقیقی ہیں یا ایک واہمہ اور سراب ہیں قطع نظر اس سے، اس خوف کی حقیقی وجہ من حیث القوم وہ ہماری کوتاہیاں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق حضرت محمد ﷺ کے دین کے تقاضوں سے عملی اِعراض ہے جس کا کوئی عکس ہمارا ضمیر ہمیں دکھاتا رہتا ہے۔ اس کا ایک مثبت پہلو بھی ہوسکتا ہے اور اللہ نے چاہا تو خیر کا جذبہ پروان چڑھے گا___ اور اگر وطن عزیز پاکستان کے بارے میں فضا میں منڈلاتے خطرات حقیقی ہیں تو زندہ اور بیدار قومیں کبھی خطرات اور چیلنجوں سے گھبرایا نہیں کرتیں اور مسلمانوں کا اجتماعی ضمیر اور شعور تو کبھی باطل کے سامنے دبا ہی نہیں۔

ؔ باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

ہم وطن مسلمانوں کے اندر موجودہ بے یقینی اور مایوسی کے گہرے سایوں میں اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کے لطف و کرم کے بے انتہاء مظاہر بھی موجود ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مثبت رویہ اختیار کریں، میڈیا کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں اور کمرِ ہمت کس کر اپنے دینی تقاضوں، ملکی و ملّی تعمیر کی ذمہ داریوں کو ادا کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کی محنت ضائع نہیں فرماتا وہ ضرور ہمارے اجتماعی حالات کو وہ شان عطا کردے گا جو قرآن و حدیث میں اسلام کے عالمی غلبے کے ضمن میں پیش گوئیوں کے انداز میں بیان ہوئی ہے۔ (حکمت بالغہ جون 2009ء)